سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

جمعتہ المبارک،20۔فروری 2015
(یوم الجمع،30۔ربیع الثانی 1436ھ)

سولھویں اسمبلی: بارہواں اجلاس

جلد 12: شمارہ 7

555

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 20۔فروری 2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ 19۔فروری 2015 کی باقی ماندہ کارروائی اگر کوئی ہو۔

مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون نصاب تعلیم اور ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب 2015 (مسودہ قانون نمبر 26 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون نصاب تعلیم اور ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیرِ غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون نصاب تعلیم اور ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون نور انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور 2015 (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون نور انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیرِ غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون نور انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور 2015 منظور کیا جائے۔

557

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بارھواں اجلاس

جمعۃ المبارک،20۔فروری2015

(یوم الجمع،30۔ربیع الثانی1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9:00 بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۝۳۲

سورۃ إبراھیم آیت 32

اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا(32)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

وہ جو چاہیں چاند کو توڑ دیں انہیں اختیار دیا گیا
وہ پھر اس کے ٹکڑوں کو جوڑ دیں انہیں اختیار دیا گیا
جو علیؓ کی عصر قضا ہوئی تو وہ وقت پر ہی ادا ہوئی
چھپے آفتاب کو موڑ دیں انہیں اختیار دیا گیا
لکھو نازش ان کا یہ معجزہ کہ کسی کی آنکھ نکل گئی
وہ لعاب پاک سے جوڑ دیں انہیں اختیار دیا گیا

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال نمبر 90 میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 171 محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 281 حاجی جاوید اختر انصاری صاحب کا ہے،انصاری صاحب کی request آئی ہوئی ہے کہ ان کے سوال pending کئے جائیں لہذا یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 282 بھی حاجی جاوید اختر انصاری صاحب کا ہے اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔جناب سپیکر!سوال نمبر 353 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز بدھ مورخہ 10۔دسمبر 2014 کے ایجنڈے سے زیر التواء سوال)

لاہور کے پوش علاقوں میں غیر قانونی کیفے کلبز اور نائٹ کلبز کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*353: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے پوش علاقوں میں با اثر شخصیات نے کیفے کلبز اور نائٹ کلبز کھول رکھے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ کیفے کلبز اور نائٹ کلبز قواعد وضوابط اور کس قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں اگر ہاں تو کون سے قواعد وضوابط اور قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے پوش علاقوں میں موجود کیفے کلبز اور نائٹ کلبز میں سامان عیاشی فراہم کیا جاتا ہے اور وہاں مرد و خواتین کی ڈانس پارٹیاں بھی چلتی ہیں، اگر ہاں تو اس کی قانونی حیثیت سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر درج بالا کاروبار کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے تو کیا حکومت ایسے کیفے کلبز اور نائٹ کلبز کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) لاہور سول لائنز ڈویژن میں جم خانہ کلب، کاسموپولیٹن کلب، پنجاب کلب، رائل پام کنٹری کلبز واقع ہیں۔ دیگر ڈویژن ہائے میں کوئی بھی کیفے کلبز اور نائٹ کلبز ہیں اور نہ ہی کوئی بااثر شخصیت سربراہی کر رہی ہے۔

(ب) سول لائنز ڈویژن میں چاروں کلب گورنمنٹ سے منظور شدہ اور رجسٹرڈ ہیں۔ دیگر ڈویژن میں کوئی کیفے کلب اور نائٹ کلب قواعد و ضوابط اور کسی قانون کے تحت رجسٹرڈ نہ ہیں۔

(ج) سول لائنز ڈویژن کے کلب ہائے میں خواتین کی ڈانس پارٹیاں یا دیگر عیاشی کے سامان فراہم کئے جانے کی بابت کوئی بات نوٹس میں نہ آئی ہے تاہم کوئی شکایت ملنے پر فوری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔ دیگر ڈویژن ہائے لاہور میں ایسا کوئی کلب ہے اور نہ ہی سامان عیاشی فراہم کیا جاتا ہے۔

(د) سول لائنز ڈویژن میں مندرجہ بالا کلب ہائے گورنمنٹ سے منظور شدہ اور رجسٹرڈ ہیں۔ علاوہ ازیں ڈویژن ہائے میں کوئی ایسا غیر رجسٹرڈ یا غیر قانونی نائٹ کلب یا کیفے کلب وغیرہ نہ ہے تاہم اگر کوئی دیگر غیر قانونی کلب وغیرہ نوٹس میں آیا تو بمطابق ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ سوال پہلے آ چکا ہے۔ I am satisfied with answer and no more question from my side.

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 1113 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1207 ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال

نمبر1478 محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر283 حاجی جاوید اختر انصاری صاحب کا ہے اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر284 بھی حاجی جاوید اختر انصاری صاحب کا ہے اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر355 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: کلبز اور ریسٹورنٹس میں شیشہ نوشی کی تفصیلات

*355: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں چھوٹے بڑے ہوٹلوں، کلبز اور ریسٹورنٹس میں شیشہ نوشی (شیشے کا حقہ) کی جا رہی تھی جس پر پابندی عائد کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پابندی کے باوجود اب بھی شیشہ نوشی کی جا رہی ہے۔

(ج) لاہور میں جنوری2012 سے اب تک کتنے غیر قانونی شیشہ نوشی کے مقامات پر کارروائی کی گئی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) مہتمم پولیس صاحبان ڈویژن ہائے لاہور کی رپورٹ کے مطابق ڈویژن ہائے لاہور میں جتنے بھی شیشہ نوشی کے اڈے تھے ان کے خلاف قانونی کارروائی کر کے بند کروا دیئے گئے ہیں اور مزید نگرانی جاری ہے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہوا پایا گیا تو حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ب) ڈویژن ہائے میں کڑی نگرانی جاری ہے شیشہ نوشی کرنے والوں کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ج) ڈویژن ہائے لاہور میں سال2012 سے اب تک صدر ڈویژن میں40 مقدمات، سٹی میں 14 مقدمات، کینٹ میں 35 مقدمات، اقبال ٹاؤن میں79 مقدمات، ماڈل ٹاؤن میں 88 مقدمات، سول لائنز میں16 مقدمات درج کئے گئے ہیں اور مزید کڑی نگرانی جاری ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: یہ سوال پہلے آ چکا ہے اس دفعہ repeat ہوا ہے I am satisfied with answer

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ !اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر !سوال نمبر 356 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور ڈویژن: خواتین پر تیزاب پھینکنے کے واقعات و دیگر تفصیلات

*356: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) یکم جنوری 2012 سے اب تک لاہور ڈویژن میں خواتین پر تیزاب پھینکنے کے کتنے کیس کس کس تھانہ میں رجسٹرڈ ہوئے ؟

(ب) متذکرہ بالا کیسوں میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے، کتنے ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکے اور کتنے افراد کو کیا کیا سزائیں ہوئیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے ؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس حوالے سے جو قانون بنا ہوا ہے اس پر عملدرآمد نہیں کیا جا رہا جس کی وجہ سے تیزاب پھینکنے کے واقعات کی شرح بڑھتی چلی جا رہی ہے ؟

(د) حکومت تیزاب پھینکنے کے واقعات میں کمی لانے کے لئے کیا لائحہ عمل اپنایا جا رہا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) کل کیسز گیارہ، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 2012 سے لے کر اب تک تھانہ شاہدرہ ٹاؤن میں 1۔ تھانہ اسلام پورہ 1، تھانہ گوالمنڈی 1، تھانہ مانگا منڈی 1، تھانہ شمالی چھاؤنی 1، تھانہ فیکٹری ایریا 2، تھانہ لیاقت آباد 1، تھانہ سول لائن 1، تھانہ قلعہ گجر سنگھ 1، تھانہ مزنگ 1 رپورٹ Annex A,B,C,D,E ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مقدمہ نمبر 12/480 بجرم 7ATA/336/324 تھانہ گوالمنڈی میں عرفان اللہ ولد محمد یونس 14 سال قید مع 10 لاکھ روپے جرمانہ۔

مقدمہ نمبر 288/12 مورخہ 02-07-12 بجرم 324/7 ATA، تھانہ مانگا منڈی عصمت علی مقدمہ ہذا انڈر ٹرائل ہے۔

مقدمہ نمبر 702/6.6.2012 بجرم 334 تھانہ شمالی چھاؤنی، شمیم وغیرہ تین کس چالان انڈر ٹرائل ہے۔

مقدمہ نمبر 365/22.03.13 بجرم 336/324/7 ATA تھانہ فیکٹری ایریا زیر تفتیش ہے۔

مقدمہ نمبر 386/27.03.13 بجرم 336-B/324/7 ATA فیکٹری ایریا زیر تفتیش ہے۔

مقدمہ نمبر 576/12 مورخہ 28-06-12 بجرم 324 ت پ تھانہ لیاقت آباد انڈر ٹرائل ہے۔

تھانہ سول لائن تھانہ قلعہ گجر سنگھ اور تھانہ مزنگ ان تینوں مقدمات میں دو کس ملزمان گرفتار ہو کر چالان عدالت ہو چکے ہیں جبکہ ایک ملزم تاحال مفرور ہے کیس انڈر ٹرائل ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ خواتین پر تیزاب پھینکنے کے کیسز میں اضافہ ہوا ہے۔

(د) ایسے واقعات کی روک تھام کے سلسلہ میں بروقت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے تمام جملہ ایس ایچ اوز اور ایس ایچ اوز صاحبان کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ تیزاب کے کیسوں میں اب تک کتنی سزائیں مل چکی ہیں اور اس کو آگے کس طرح لے کر چلیں گے؟ جواب کافی تفصیل سے ہے لیکن میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ اب اس بارے میں ان کا کیا plan ہے؟

وزیر تحفظ ماحول/داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ ایک بڑا serious matter ہے اس پر ہماری کافی میٹنگز ہو چکی ہیں تاکہ اس قسم کی violence نہ ہو۔ ابھی ہم violence against women ایک قانون لانا چاہتے ہیں۔ پہلے domestic violence کا قانون تھا لیکن اب ہم نے اس کی terms کو broad کر کے اسے violence against women کر دیا ہے۔ ہم اس کی سزائیں سخت کرنا چاہتے ہیں اور سزا کے ساتھ ساتھ ہم سوسائٹی میں awareness بھی لانا چاہتے ہیں تاکہ آئندہ اس قسم کی وارداتیں نہ ہوں۔ حکومت کی پوری کوشش ہے کہ اس چیز کو totally روکا جائے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال نمبر 488 جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 701 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 1197 جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 1329 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 1422 محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 1445 جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 1446 بھی جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 1601 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1607 بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 1696 سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 1917 جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے لیکن اس کا جواب نہیں آیا لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 1918 بھی جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 2059 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 2144 محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 2145 میاں طاہر صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2160 بھی میاں طاہر صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 2239 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں ترقی سے محروم ہیڈ کانسٹیبلان کی تفصیلات

*2239: میاں طارق محمود: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہیڈ کانسٹیبل سے اے ایس آئی ترقی کے لئے کیا طریق کار ہے اور اس کے لئے کون کون سا کورس اور ٹریننگ درکار ہے؟

(ب) کورس اور ٹریننگ پاس کرنے کے بعد کتنے عرصہ میں ہیڈ کانسٹیبل کو بطور اے ایس آئی ترقی دی جاتی ہے؟

(ج) اس وقت صوبہ میں کل کتنے ہیڈ کانسٹیبلان نے یہ کورس اور ٹریننگ پاس کر رکھا ہے مگر ان کو ترقی نہیں دی جا رہی ہے؟

(د) ان کو کب تک حکومت ترقی دے گی؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف)

(I) پولیس رولز 1934 کے فقرہ نمبر 13.9 کے تحت لوئر سکول کورس اور انٹرمیڈیٹ کلاس کورس پاس ہیڈ کانسٹیبلان، ASI عہدہ پر ترقی پانے کے اہل ہوتے ہیں۔

(ii) سنٹر میڈیٹ کلاس کورس کے نتیجہ کے آرڈر آف میرٹ کے مطابق ریجن کے ہیڈ کانسٹیبلان کی لسٹ D مرتب کی جاتی ہے۔ اس لسٹ کے میرٹ اور پولیس رولز 1934 کے فقرہ نمبر 13.1 کو مدنظر رکھ کر ترقی کے اہل ہیڈ کانسٹیبلان کو ASI عہدہ پر ترقی دی جاتی ہے۔ فقرہ نمبر 13.1 کے مطابق اہلیت اور دیانتداری کو سنیارٹی پر فوقیت دی جاتی ہے۔

(ب) ہیڈ کانسٹیبلان کی کورس مکمل کر لینے کے بعد اے ایس آئی عہدہ کے لئے ترقی کی کوئی مدت مقرر نہ ہے۔ خالی سیٹوں کے مطابق ہیڈ کانسٹیبلان کو اے ایس آئی کے عہدہ پر ترقی دی جاتی ہے۔

(ج) اس وقت صوبہ پنجاب کے دس ریجن ہائے میں کل 8104 ہیڈ کانسٹیبلان کورس مکمل کر چکے ہیں جن کی تفصیل ریجن وار درج ذیل ہے:

نمبر شمار	ریجن	لسٹ "D" ہیڈ کانسٹیبلان
1	ساہیوال	318
2	ملتان	638
3	سرگودھا	410
4	گوجرانوالہ	1384
5	ڈیرہ غازی خان	528
6	راولپنڈی	213
7	لاہور	2602

8	شیخوپورہ	511
9	بہاولپور	468
10	فیصل آباد	1032
	ٹوٹل	8104

(د) صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع کے ضلعی پولیس افسران کو ہیڈ کانسٹیبلان کو جلد از جلد ترقی کے لئے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔اس طرح ان تمام ہیڈ کانسٹیبلان کو جو اے ایس آئی ترقی کے لئے مطلوبہ معیار پر پورا اتریں گے ان کے کیسز کو ڈیپارٹمنٹ پروموشن کمیٹی جائزہ لینے کے بعد اپنی سفارشات مرتب کرے گی اور اس طرح ان کو کوٹا کے مطابق جلد از جلد ترقی دے دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں لکھا ہوا ہے کہ ہیڈ کانسٹیبلان کو کورس مکمل کر لینے کے بعد اے ایس آئی کے عہدہ پر ترقی دی جاتی ہے۔وزیر موصوف سے میری گزارش ہے کہ کیا اس محکمے کی اعلیٰ کارکردگی والے حوالدار اور نیچے والے یا جن کے پاس qualification ہوتی ہے کیا یہ ان کی hardship نہیں ہے کہ ان کو ترقی کا کوئی موقع ہی نہ ملے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! پولیس رولز 1934 کے مطابق جب ایک دفعہ پولیس میں induction ہوتی ہے، جب ایک کانسٹیبل آتا ہے تو اسے اپنی پروموشن کے لئے چند کورسز کرنے پڑتے ہیں لیکن جہاں تک ہیڈ کانسٹیبل سے لے کر اے ایس آئی کی پروموشن کی باری آتی ہے وہاں پر جو بھی vacancies جتنی تعداد میں available ہوتی ہیں ان کے مطابق promotions ہو جاتی ہیں۔انہوں نے lower courses کئے ہوتے ہیں اور جتنے بھی qualified لوگ ہوتے ہیں ان کی پوری لسٹ بن جاتی ہے اور جس جس سنیارٹی کے لوگ ہوتے ہیں جب بھی ان کی پروموشن due ہوتی ہے تو انہیں اے ایس آئی کے عہدے پر پروموشن دی جاتی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! گوجرانوالہ ڈویژن میں 1384 لوگ qualified ہیں اب میرا simple سوال یہ ہے کہ کیا کوئی ٹائم مقرر ہے کہ اس حد تک ان کی پروموشن ہو جائے گی یا اس کے لئے کوئی ٹائم ہی نہیں ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! فی الحال اس کے بارے میں کوئی time limit نہیں دیا جا سکتا۔اگر کسی ضلع میں اسامیاں موجود ہوں تو وہ جلدی promote ہو

جاتے ہیں اور اگر اسامیاں نہیں ہیں تو پھر backlog لگا رہتا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی سال کافی backlog clear ہو جائے گا اور بہت سے لوگ اے ایس آئی promote ہو جائیں گے۔ یہ moral sector ہے اور وزیر اعلیٰ نے ہدایت کی ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے ان کی promotion execute کی جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ہم اسی سال میں کافی backlog نکال لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 2278 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2438 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں اغواء برائے تاوان کے واقعات و دیگر تفصیلات

*2438: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ دو سالوں کے دوران صوبہ پنجاب میں اغواء برائے تاوان کے کتنے واقعات رونما ہوئے اور کتنے مغوی قتل کر دیئے گئے؟

(ب) کیا کسی اغواء ہونے والے کو تاوان لینے کے باوجود قتل کیا گیا؟

(ج) متذکرہ بالا گھناؤنے واقعات کا سد باب کرنے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) گزشتہ دو سال کے دوران صوبہ پنجاب میں اغواء برائے تاوان کے 324 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 19 مغویان کو قتل کر دیا گیا ہے۔

(ب) دو مغویان کو تاوان لینے کے باوجود قتل کر دیا گیا۔

(ج) اغواء برائے تاوان جیسی سنگین وارداتوں کی سنسنی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں دہشتگردی کی دفعات لگائی جاتی ہیں اور مقدمات کی تفتیش کے لئے مشترکہ تحقیقاتی ٹیمیں تشکیل دی جاتی ہیں تاکہ ملزمان تک جلد سے جلد پہنچ کر مغویان کو بازیاب کروایا جا سکے اور بعد ازاں گرفتار ملزمان کو کڑی سے کڑی سزا دلوائی جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے گزشتہ دو سالوں کے حوالے سے سوال کیا ہے اور میری معلومات کے مطابق اغواء برائے تاوان کی وارداتیں بڑھ رہی ہیں۔ منسٹر صاحب ذرا اس کی تفصیل سے آگاہ فرمادیں کہ حکومت نے ان وارداتوں کے سدباب کے لئے کیا خصوصی اقدامات کئے ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جس معاملے کو اپنے سوال میں point out کیا ہے یہ واقعی ایک serious matter ہے۔ یہ سنگین صورتحال صرف صوبہ پنجاب میں نہیں بلکہ صوبہ خیبر پختونخوا، بلوچستان اور سندھ میں بھی ہے۔ یہ وارداتیں کافی serious قسم کی شکل اختیار کر گئی ہیں۔ ہمارے معزز ایم پی اے رانا جمیل بھی اغواء ہو گئے تھے اور اب recover ہو چکے ہیں۔ پنجاب میں اب تک تقریباً اغواء کے 324 واقعات ہوئے ہیں جس میں زیادہ تر تاوان کے لئے تھے۔ اس میں ایسے خاندان بھی ہیں کہ جنہوں نے تاوان ادا کر دیا تھا لیکن پھر بھی اغواء کئے گئے لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔ ہماری پوری کوشش ہے کہ ان وارداتوں کی روک تھام کی جائے۔ یہ وارداتیں کرنے والے 90 فیصد خیبر پختونخوا کے لوگ ہیں، خاص طور پر مردان، درگئی اور مالاکنڈ کے علاقوں میں ان کے بہت بڑے بڑے gangs موجود ہیں اور یہ وہاں سے operate کرتے ہیں۔ ان کا initial base اٹک تھا جہاں پر یہ لوگ آکر رہتے تھے۔ یہ لوگ دہشت گردی اور اغواء کی وارداتیں کرتے ہیں۔ ہم نے ان کے کافی gangs already eliminate کر لئے ہیں۔ رانا جمیل کے اغواء کا جو واقعہ ہوا تھا اس میں عیسیٰ اور سلمان نامی دو لوگ ملوث تھے۔ عیسیٰ ایک habitual kidnaper تھا، وہ already eliminate ہو گیا اور پولیس والوں نے اس کو مار دیا ہے۔ اس کی فیملی کے آٹھ نو افراد جنہوں نے معزز ممبر کو اغواء کیا تھا وہ اب بھی سرگودھا جیل میں بند ہیں۔

جناب سپیکر! جتنے بھی inlets خیبر پختونخوا یا بلوچستان سے پنجاب میں داخل ہو رہے ہیں ان پر CCTV کیمرے لگا دیئے ہیں۔ وہاں پر scanner لگائے جا رہے ہیں اور اس کا پہلے ہی ٹینڈر issue ہو چکا ہے۔ وہاں پر ہم نے گاڑیوں کی checking بڑی سخت کی ہوئی ہے۔ ہم نے وہاں پر joint intelligence کے لوگ بٹھا دیئے ہیں تاکہ دہشت گردی اور اغواء کی وارداتیں کرنے والے لوگوں کو پکڑا جا سکے۔ اسی طرح موٹروے پر جتنے inlets or exits ہیں وہاں پر CCTV کیمرے لگانے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں اور اس حوالے سے already موٹروے کو funds بھی مہیا کر دیئے گئے ہیں تاکہ ایسے لوگوں کی monitoring ہو سکے۔ حکومت کی طرف سے یہ اقدامات اُٹھائے گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے نتیجے میں ان وارداتوں میں بہت کمی آئے گی مجھے علم ہے کہ یہ ایک انتہائی

seriousمسئلہ ہے لیکن ہماری پولیس اورlaw enforcing agenciesنے اس پر پوراfocusکیا ہوا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ پولیس کے سارے نظام کو جانتے ہیں اور ہم بھی اس کو سمجھتے ہیں۔ ہر قسم کے جرائم تھانے میں ہی رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور اس کے بعد اس تھانے کے ایس ایچ او یا انسپکٹر جو کہ پہلے ہیmultiple dutiesدے رہے ہوتے ہیں اُن کے ذمے یہ کام بھی لگ جاتا ہے۔ تھانوں میں کوئی duty hoursنہیں ہیں۔ ایک تھانے دار اور اس کے نیچے والا عملہ چوبیس گھنٹے on dutyہوتے ہیں۔ محکمہ پولیس کے ملازمین کے ساتھ بہت زیادہ inhuman treatmentہوتا ہے۔ جب ہم اُن کو قریب سے دیکھتے ہیں تو اس کے بعد ہمیں اس چیز کا اندازہ ہوتا ہے اور اسی frustrationکے نتیجے میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ میں ایک انسپکٹر سے بات کر رہا تھا تو اس نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میں تین دن سے سویا نہیں ہوں۔ اب ڈی پی او صاحب کا فون آئے گا تو میں نے وردی پہن کر، جا کر اُن کوsaluteکرنا ہے اور Yes sir کہنا ہے۔ اگر وہ اگلی ڈیوٹی پر بھیج دیں گے تو مجھے جانا ہے کیونکہ میں ان کو انکار نہیں کر سکتا اور اگر میں انکار کروں گا تو لائن حاضر یاsuspendہو جاؤں گا۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ بہت ہی گھمبیر مسئلہ ہے اور یہ اتنا آسان معاملہ نہیں ہے اس کو کس نے ٹھیک کرنا ہے؟ ہم نے ہی ٹھیک کرنا ہے۔ یہ سارا معاملہ خود بخود تو ٹھیک نہیں ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک دن محکمہ داخلہ پر بحث رکھیں اور تمام معزز ممبران کو اس پر بات کرنے کے لئے کھلا وقت دیں۔ کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب سےoff the recordبات ہوتی رہتی ہے اور یہ بھی بڑے دُکھ کا اظہار کرتے ہیں لیکن اس حوالے سے کب تک انتظار کریں گے؟ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ منتخب ہونے کے بعد قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف سے جو پہلی ملاقات ہوئی تو اس میں یہی topicزیر بحث رہا۔ وزیر اعلیٰ صاحب بھی اس کے اُوپر تشویش کا اظہار کرتے تھے کہ واقعی یہ معاملہ بہت سنگین ہے اور اس کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح کی صورتحال میں پولیس میں کرپشن بھی بہت بُرے طریقے سے پائی جاتی ہے۔ میں بار بار اظہار کرتا ہوں کہ ہر مقدمہ میں پولیس پیسے لیتی ہے۔ یہ ایک cocktail سی بنی ہوئی ہے تو میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر داخلہ سے پوچھنا چاہوں گا کیونکہ وہ خود بھی ان سارے حالات و واقعات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہم اس کی اصلاح کے لئے کب بیٹھ کر کوئی فکر کریں گے؟ میرا خیال ہے کہ ان ساری چیزوں سے متعلق ایک comprehensive discussionضرور ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قاضی احمد سعید صاحب!آپ بھی بات کر لیں پھر منسٹر صاحب اکٹھا ہی جواب دے دیں گے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے دو باتیں عرض کرنی چاہوں گا اور منسٹر صاحب مجھے اس حوالے سے updateدیں۔ پنجاب اور پاکستان کی دو اہم شخصیات کے بیٹوں کو اغواء کیا گیا ہے، محترم سلمان تاثیر(مرحوم) کے بیٹے اور سابق وزیر اعظم مخدوم یوسف رضا گیلانی کے بیٹے کو اغواء کیا گیا ہے اور ان واقعات کو کئی سال گزر گئے ہیں۔ کیا ان کو بازیاب کرانے کے حوالے سے حکومت پنجاب محکمہ داخلہ کے افسران اور اعلیٰ انتظامی افسران بے بس ہیں؟منسٹر صاحب اس حوالے سے updates دیں۔

جناب سپیکر!میں دوسری گزارش یہ کرنی چاہتا ہوں کہ اس وقت پورا ملک دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے اور ہر طرف خوف وہراس ہے۔آج محکمہ داخلہ کے سوالات take upہو رہے ہیں اور یہاں گیلری میں پنجاب پولیس کے اعلیٰ افسران کا موجود ہونا ضروری تھا لیکن وہ نظر نہیں آ رہے جس پر مجھے بڑا افسوس ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ وزیر داخلہ ہیں اور وہ ایوان میں موجود ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول/داخلہ (کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!ڈاکٹر صاحب نے جو بات کی ہے میں بالکل ان کے ساتھ ہوں۔ دیکھیں،naturally جو بھی واردات ہوتی ہے، جس علاقے میں ہوتی ہے تو responsibilityاسی تھانے کی بن جاتی ہے اور ہمارے طریق کار کے مطابق وہاں پر ایف آئی آر درج ہوتی ہے۔ جہاں تک پولیس ملازمین کی ڈیوٹی کا تعلق ہے تو اس کو ہم streamline کرنا چاہتے ہیں اور ہم already اس پر کام کر رہے ہیں۔پولیس کی ideal ratio per population one constable to 450 personalsہوتی ہے۔یہ average strength ہے۔یہ ایک effective mechanism ہے۔ہمارے پاس یہاں پر one constable for 1250 persons ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ آپ یہ تعداد کیوں نہیں بڑھاتے ہو؟ ہم اس تعداد کو بڑھانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن retirementsہوتی ہیں آپ لوگوں کو inductکرتے ہیں اُن کو trainedکرتے ہیں تو یہ ایک cycle ہے جو time consumingہے۔ دنیا کے چھوٹے یا بڑے ممالک جنہوں نے لاء اینڈ آرڈر پر کنٹرول کیا ہے اُن کے پاس IT کا mechanism ہے اور یہاں پر آئی ٹی کا نام ونشان ہی نہیں تھا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے Police Reforms میں سب سے پہلی آئی ٹی

کی intervention کی ہے۔قربان لائن میں ہمارا command and control system بن رہا ہے۔وزیراعلیٰ نے کہا ہے کہ پنجاب کے دوسرے شہروں میں بھی اسی طرح کے command and control system ہونے چاہئیں۔اس پر پہلے phase میں ہمارا کوئی تین ہزار کیمرہ لگے گا اور لاہور میں تقریباً دس پندرہ ہزار کیمرہ لگے گا جس سے آپ کی traffic management بھی ہوگی۔آپ کو باہر کے ملکوں میں پولیس کہیں نظر ہی نہیں آتی اور جب واردات ہوتی ہے تو پولیس موقع پر پہنچ جاتی ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کا سارا سسٹم IT based ہوتا ہے جبکہ ہمارا سارا سسٹم human resource based ہے۔یہاں پر جس طرح ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے کہا کہ ہمارے پولیس ملازمین چوبیس چوبیس گھنٹے ڈیوٹی پر ہوتے ہیں تو ہمیں اس human resource based system کو ترک کرنا ہوگا کہ ان کی IT responsibility لے لے، جب یہ ہو جائے گا تو یہی ہمارے پولیس ملازمین آٹھ آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی پر آ جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں Turkish National Police کا نہایت شکر گزار ہوں جو command and control sector میں ہماری مدد کر رہی ہے۔اُن کا سب سے پہلا cause یہ تھا کہ آپ eight hour duty streamline کر لیں اُس کے لئے ہماری کوششیں جاری ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ اگر کبھی لاء اینڈ آرڈر کی میٹنگ ہو جائے تو میں آپ کو کافی depth میں detail بتا دوں گا کیونکہ اس معزز ایوان کو پتا ہی نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کون کون سی چیزیں on ground آ چکی ہیں۔میں تو ایوان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ ہم نے ٹھوکر نیاز بیگ پر top کی Forensic Lab بنائی ہے۔میں آپ سے بھی request کروں گا کہ معزز ممبران کی ایک ٹیم بنا کر وہاں پر بھیجیں جو ہماری Forensic Lab کے standards کو دیکھے، وہ دیکھے کہ وہاں پر کس طرح سے کام ہو رہے ہیں اور believe me, between the judiciary and investigation ایک بہت بڑا link بن گیا ہے۔اس Forensic Lab میں چیف جسٹس صاحبان اور ججز صاحبان آئے ہیں اُن کو پورا سسٹم دکھایا گیا ہے کہ ہمارا سسٹم کس طرح سے کام کرتا ہے and they are fully confident on this Lab now. یہاں پر جو reports تیار ہوتی ہیں اُن کی بنیاد پر courts لوگوں کو convict or release کرتی ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک سابق وزیراعظم اور سابق گورنر پنجاب کے بیٹوں کے اغواء کا تعلق ہے تو اُس کے لئے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں جس طرح کہ میں نے اپنے معزز ممبر جناب جمیل حسن

خان کو recover کرنے کے لئے ذاتی کوشش کی۔ میں نے اُن دونوں بچوں کی recovery کے لئے بھی کوششیں کی ہیں تو جو ہمیں پتا لگا ہے وہ افغانستان کے اندر ہیں۔ افغانستان گورنمنٹ کے ساتھ ہمارے جو dialogs ہوتے ہیں، وہاں پر ابھی بھی ہمارے چیف آف آرمی سٹاف گئے تھے تو پنجاب حکومت کی پوری کوشش ہے کہ ہم ان دونوں بچوں کو recover کر سکیں اور میں اس معزز ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ چیف منسٹر صوبہ پنجاب کو ایک peaceful صوبہ دیکھنا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ کر کے دکھائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ اغواء برائے تاوان کے علاوہ اغواء کی اور بھی وارداتیں ہوتی ہیں۔ سروسز ہسپتال لاہور میں ڈاکٹر محمد سرفراز شیخ صاحب میرے دوست ہیں وہ اس وقت بھی سروسز ہسپتال میں ڈی ایم ایس ہیں اُن کا بیٹا بھی وہیں سروسز ہسپتال میں ہی house job کر رہا تھا جو ساڑھے چار سال پہلے kidnap ہو گیا، اُس کو ہسپتال میں سے اُٹھا لیا گیا۔ میں بھی اُس وقت اُس کے اندر involve ہوا، اُس وقت سی سی پی او لاہور محمد اسلم ترین صاحب ہوتے تھے اُن سے میری بھی بات ہوئی اور انہوں نے کہا کہ یہ سب off the record ہے اس کو ایجنسی لے گئی ہے۔ ہم نے کہا کہ ایجنسی لے گئی ہے، ٹھیک ہے لیکن ہمیں پتا لگے کہ ان کا بیٹا زندہ بھی ہے یا نہیں ہے اُس کی والدین سے بات کراؤ تو انہوں نے کہا کہ میں کوشش کرتا ہوں اور اُن سے بات کرا دیتا ہوں لیکن بعد میں انہوں نے بات کرانے سے معذرت کر لی۔ اُس واقعہ کو ساڑھے چار سال ہو گئے ہیں تو اب آپ اُس والد اور اُس والدہ کے کرب کا اندازہ لگائیں؟ اگر بندہ مر جاتا ہے تو دس دن، پندرہ دن یا بیس دن کے بعد صبر آ جاتا ہے۔ جس ماں کا لخت جگر ساڑھے چار سال سے غائب ہے اور کوئی پتا نہیں کہ وہ کدھر ہے؟ اس طرح کی متعدد وارداتیں ہوتی ہیں۔ کرنل صاحب فوج سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور وزیر داخلہ بھی ہیں میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اگر میں اس کے اوپر بات کرنا شروع کروں گا تو آدھا پونا گھنٹہ case to case بتا سکتا ہوں کہ کس طرح لوگوں کو اُٹھا کے لے جاتے ہیں۔ یہ بہت اہم معاملہ ہے تو میں آپ کے توسط سے کرنل صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کے معاملات میں اس عوام کا والی وارث کون ہے حکومت یا ادارے عوام کے والی وارث نہیں ہیں؟ کرنل صاحب اپنی سربراہی میں کوئی ایسا cell قائم کریں جہاں پر اس طرح کے کیس آ جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کسی تھکے سے تھکے

تھانیدار کو بھی کوئی ملزم دے دیں تو وہ آپ کو دو دن میں بتا دے گا کہ یہ مجرم ہے یا نہیں ؟ اُس ڈاکٹر کو اغواء ہوئے ساڑھے چار سال ہو گئے ہیں تو یہ کون سا پاکستان ہے اور یہ کون سی انسانیت ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ kidnapping کا مسئلہ صرف پاکستان میں نہیں ہے۔ اگر مجھے پتا ہوتا کہ ڈاکٹر صاحب نے اس مسئلہ پر بات کرنی ہے تو میں انہیں یورپ، امریکہ اور ٹوکیو کے kidnapping کے figures دکھا دیتا ہوں تو اگر ڈاکٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ صرف پنجاب یا پاکستان میں ہے تو یہ غلط ہو گا۔

جناب سپیکر! پہلے ہمارے پاس equipments نہیں تھے اب ہمارے پاس ایسے locaters آ گئے ہیں جو ہمیں بتا دیتے ہیں کہ یہ call کدھر سے آ رہی ہے جس کے ذریعے ہم نے کافی gangs arrest بھی کئے اور کافی gangs کو eliminate کر کے رکھ دیا ہے جن کا ہمارے پاس پورا data ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب! ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب جس بچے کے بارے میں بات کر رہے ہیں تو اُس حوالہ سے آپ کے پاس کوئی information ہے ؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! اس وقت اُس بارے میں میرے پاس کوئی information نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! آپ ڈاکٹر صاحب کو اپنے پاس بٹھا کر اس کیس کو discuss کر لیں۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ایجنسیاں بندے اُٹھا کر لے جاتی ہیں یہ غیر قانونی فعل ہے تو کرنل صاحب کو اس کے حوالہ سے ایک سسٹم بنانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کرنل صاحب کے نوٹس میں تو کوئی چیز دیں کیونکہ اُن کو تو ایک چیز کا پتا ہی نہیں ہے۔ آپ کرنل صاحب سے مل لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے ایک بڑی اچھی بات کی تھی کہ اغواء برائے تاوان کے کیسوں کو ہم eliminate کر دیتے ہیں۔ میرے علم میں یہ بات آئی تھی تو میں floor پر ان سے یہ confirmation چاہوں گا کہ کیا یہ بات درست ہے کہ executive order ہے کہ جتنے اغواء برائے تاوان کے ملزمان ہوں اُن سب کو encounter کر دیا جائے کیا یہ بات درست ہے؟ secondly میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ابھی معزز وزیر صاحب نے ذکر کیا تھا کہ پولیس آرڈر کے تحت 400 people کے لئے ایک کانسٹیبل ہونا چاہئے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ فیصل آباد میں 80 لاکھ لوگوں کے لئے پولیس کی 6000 total strength ہے تو کیا یہ inadequate نہیں ہے تو کیا پولیس آرڈر جو ایک given law ہے اُس پر عملدرآمد کر کے چار سو بندوں کے لئے ایک کانسٹیبل لگانے کا کب تک ارادہ رکھتے ہیں، مزید یہ کہ کیا executive order والی بات بھی درست ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! کوئی executive order نہیں ہے کہ آپ نے بندے کو eliminate کرنا ہے لیکن self defense میں جب آپ پر فائر ہوتا ہے تو پھر اس کو eliminate کرنا ہماری duty بن جاتی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! انہوں نے ابھی کہا ہے کہ we have eliminate اور ہم نے کافی زیادہ groups ختم کر دیئے ہیں۔ کیا یہ بات ایسے ہی ہے کہ ہر بندے کو جسے پکڑنے جاتے ہیں وہ پولیس پر فائرنگ ہی کرتا ہے۔ میرے خیال میں یہ بات contradictory ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! اگر آپ کے پاس ایسی کوئی بات ہے تو وہ notice میں لائیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں تو پوچھنا چاہ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بتا دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں تو یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ابھی منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ we have eliminate them اور ابھی وہ کہہ رہے ہیں کہ جو فائر کرتا ہے۔ کیا مجھے منسٹر صاحب یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ کتنے اغواء برائے تاوان کے ملزمان اس وقت under arrest ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! آپ نیا سوال لے کر آئیں میں کرنل صاحب سے جواب لوں گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کیا کوئی قانون کسی کو یا پولیس کو اجازت دیتا ہے کہ اغواء برائے تاوان یا جتنا بھی heinous crime کا مجرم ہو اس کو direct shoot کر دے تو عدالتیں کس لئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! اگر آپ کے پاس کوئی ایسی مثال ہے تو لے کر آئیں اور نیا سوال دے دیں۔ اس پر بات کر لیں گے۔ کرنل صاحب! آپ اس کا جواب دے دیں۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ سوال کریں تو میں ان کو جواب دے دیتا ہوں لیکن جو eliminate کی بات ہے تو میں نے self defense کی بات کی ہے۔ elimination ایک broader term ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ intentionally اس کو eliminate کرتے ہیں، آپ اس کو self defense میں eliminate کرتے ہیں اور وہ میں سمجھتا ہوں کہ ہر شخص کا حق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2642 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ فائزہ احمد ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: 279 ٹریفک وارڈنز کو نوکری سے نکالنے کی تفصیلات

*2642: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ٹریفک پولیس میں 279 وارڈنز کو ستمبر کے پہلے ہفتہ میں نوکری سے اس بناء پر نکال دیا گیا ہے کہ ان کے مختلف قسم کے کاغذات جعلی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ اہلکار آٹھ دس سال سے بطور وارڈنز لاہور ٹریفک پولیس میں فرائض سرانجام دے رہے تھے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نکالے گئے ان ملازمین نے کہا ہے کہ ان کی تمام تعلیمی اسناد اور دیگر کاغذات درست ہیں مگر ان کو کوئی صفائی کا موقع نہ دیا گیا ہے اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی انکوائری ہوئی ہے؟

(د) ان افراد کے نام، ولدیت، پتاجات اور ان کے جعلی کاغذات کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) سٹی ٹریفک پولیس لاہور سے 279 نہیں 252 ٹریفک وارڈنز / لیڈی ٹریفک وارڈنز نے SRC برانچ کے عملہ کے ساتھ مل کر بددیانتی سے ریکارڈ میں ردوبدل کر کے خود کو غلط طور پر کنفرم کروایا جو کہ جرم ثابت ہونے پر ان کو ڈسمس کر دیا گیا تھا۔

(ب) یہ ٹریفک وارڈنز عرصہ تقریباً سات سال سے لاہور ٹریفک پولیس میں فرائض سرانجام دے رہے تھے۔

(ج) گزارش ہے کہ اپریل 2012 میں سٹی ٹریفک پولیس، لاہور کے ٹریفک وارڈنز کی کنفرمیشن عمل میں لائی گئی جس میں اس ضمن میں شکایات سامنے آنے پر 13-06-01 کو ایک سکروٹنی کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کے ذمہ کنفرمیشن لسٹ میں کنفرمیشن معیار پر پورا نہ اترنے والے ٹریفک وارڈنز و لیڈی ٹریفک وارڈنز کو پوائنٹ آؤٹ کرنا تھا۔ جنہوں نے اپنی سکروٹنی رپورٹ پیش کی جس کے مطابق 334 ٹریفک وارڈنز کے اعمال نامہ میں محکمانہ سزاؤں سمیت مختلف قسم کے ردوبدل اور اندراج کے نہ ہونے کا انکشاف ہوا جس پر قانونی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے فوراً تھانہ چوہنگ میں مقدمہ نمبر 13/909 مورخہ 13-08-21 بجرم 471/468/420 ت پ اور (C)155 پولیس آرڈر 2002 درج رجسٹرڈ کروایا گیا۔ مزید یہ کہ تمام مذکورہ 334 ٹریفک وارڈنز کو متعلقہ ایس پیز صاحبان کی طرف سے حسب ضابطہ شوکاز نوٹس جاری کئے گئے اور فرداً فرداً سماعت کیا گیا جن میں سے 252 ٹریفک وارڈنز / لیڈی ٹریفک وارڈنز کا جرم ثابت ہونے پر تمام قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے محکمہ سے ڈسمس کر دیا گیا لہذا مذکورہ ٹریفک وارڈنز کو جعلی اسناد کی وجہ سے نہیں بلکہ ریکارڈ میں ردوبدل کرنے کی بناء پر ڈسمس کیا گیا تھا مگر فی الوقت ان میں سے 210 ٹریفک وارڈنز کو بحال کر دیا گیا ہے۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ بالا ٹریفک وارڈنز میں سے کسی کے بھی کاغذات جعلی نہ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ٹریفک وارڈنز بھرتی کئے گئے ہیں گورنمنٹ نے ان کی promotion کے حوالے سے کیا کوئی service structure بھی بنایا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! اس پر ایک کمیٹی بن گئی ہے۔ ان کے service اور promotion کے کافی مسائل تھے۔ ان کا بڑا مسئلہ promotion کا ہے جس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی بنادی ہے جس نے ایک دو میٹنگز کر بھی لی ہیں۔ وہ کمیٹی انشاء اللہ دس پندرہ دنوں میں اپنی سفارشات وزیر اعلیٰ صاحب کو پیش کر دے گی۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہم ان کی promotion کا system streamline کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2721 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات: تھانہ ڈنگہ میں درج کئے گئے مقدمات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2721: میاں طارق محمود: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ ڈنگہ ضلع گجرات اگست 2013 میں کتنے مقدمہ جات کس کس جرم کے تحت درج ہوئے، تفصیل مقدمہ وار بتائیں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران قتل کے کتنے مقدمہ جات درج ہوئے، ان مقدمہ جات کے نمبر اور ان نامزد ملزمان کے نام، پتاجات بتائیں؟

(ج) ان قتل کے مقدمہ جات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں، کتنے ملزمان کس کس مقدمہ کے مفرور ہیں، مفرور ملزمان کے نام اور پتاجات بتائیں نیز یہ مفرور ملزمان کب تک پکڑے جائیں گے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) تھانہ ڈنگہ ضلع گجرات ماہ اگست 2013 میں 51 مقدمات درج رجسٹر ہوئے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تھانہ ڈنگہ ضلع گجرات ماہ اگست 2013 میں تین مقدمات قتل درج رجسٹر ہوئے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) قتل کے ان مقدمات میں آٹھ ملزمان نامزد ہوئے جن میں سے تین ملزمان گرفتار ہو کر حوالات جوڈیشل ہوئے جبکہ مقدمہ نمبر 366/13 میں دو ملزمان اشتہاری ہیں جن کی گرفتاری کے لئے شب و روز کوششیں جاری ہیں۔ انشاء اللہ جلد از جلد بقایا دو مجرمان اشتہاری کو گرفتار کر کے مقدمہ کے اصل حقائق کی روشنی میں یکسو کیا جائے گا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ مقدمہ نمبر 366/13 بجرم 302 ت پ ہے اس میں انہوں نے یہ بتایا ہے کہ کل چھ ملزمان نامزد ہوئے جن میں سے چار ملزمان کو مقامی پولیس نے انتھک کوششوں کے بعد گرفتار کیا جبکہ مقدمہ ہذا میں صرف دو ملزمان کی گرفتاری بقایا ہے جن کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کرتے ہوئے ہر دو ملزمان کو اشتہاری قرار دلوایا جا چکا ہے انشاء اللہ جلد از جلد بقایا دو مجرمان اشتہاری کو گرفتار کر کے مقدمہ کو اصل حقائق کی روشنی میں یکسو کیا جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان دو اشتہاریوں کو پکڑنے کے لئے حکومت اور محکمہ پولیس نے کیا کیا ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! جتنے بھی اشتہاری ہوتے ہیں سب سے پہلے ان کی ہم head money لگاتے ہیں، اخبارات میں اشتہار دیتے ہیں کہ کوئی اس کے حوالے سے معلومات فراہم کرے یا اس کے traces ہمیں بتائے تو پھر پولیس اس کے مطابق کام کرتی ہے۔ میرے پاس اس وقت figures نہیں ہیں لیکن کافی اشتہاری ملزمان گجرات میں ہیں جن کی گرفتاری کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں۔ اس وقت ہم نے خاص طور پر آرڈرز دیئے ہیں اور Apex Committee میں بھی اس پر کافی focus کیا گیا ہے کہ جتنے بھی proclaim effectors ہیں ان کو جلد سے جلد پکڑا جائے۔ اس میں پاکستان کی جتنی بھی intelligence agencies ہیں وہ ساری اس میں cooperate کر رہی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہم بہت جلد ان کو round up کر کے رکھ دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہاں ایک توجہ دلاؤ نوٹس میں اکرم اشتہاری سیکر اں والی تھانہ ڈنگہ کے بارے میں پوچھا تھا۔ انہوں نے اسی طرح کہا تھا کہ بہت جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل سچی بات ہے کہ پولیس کچھ کر رہی ہے اور نہ کچھ کر سکتی ہے اس لئے کہ پولیس بے بس ہے۔ ہماری سب ڈویژن کھاریاں ہے اس میں ملک منظور حسین ڈی ایس پی لگا ہوا ہے اور ڈی پی او گجرات نے اس کے بارے میں لکھ کر بھیجا ہے کہ یہ وہ آدمی ہے جو اپنے دفتر سے باہر تک نہیں جاتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ میری بات سنیں کہ چار ملزمان گرفتار ہو گئے ہیں۔۔۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری تھوڑی سی گزارش سن لیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کچھ کیا ہے تو انہوں نے تو on the floor of the House assurance دی تھی اس پر بھی کچھ نہیں ہوا۔ میری ان سے صرف گزارش ہے کہ اس بارے میں کیا کیا گیا ہے جو کیا گیا ہے وہ بتائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! انہوں نے بتایا ہے کہ چار ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! وہ ملزمان پہلے دن خود بخود پیش ہو گئے تھے۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ وہ بندہ جس کی دونوں ٹانگیں کٹی ہوئی تھیں، وہ اپنے گھر بیٹھا ہوا تھا تو بڑی درد ناکی سے اسے قتل کیا گیا لیکن اس پر کچھ نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! انہوں نے جہاں تک ڈی ایس پی ملک منظور کی بات کی ہے تو معزز ممبر نے on the floor of the House کہہ دیا ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ I will go in to depth and check up on this کہ جو معزز ممبر نے کہا ہے اس میں حقائق کتنے ہیں۔ اس کے علاوہ چھ ملزمان already جیلوں میں ہیں۔ ہماری پولیس کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ تمام اشتہاریوں کو گرفتار کیا جائے۔ انہوں نے ابھی یہ سوال اٹھایا ہے تو میں خود اس کو attention pay کروں گا۔ I will check up from the DPO اور اس سے timeline لوں گا کہ یہ لوگ کب تک گرفتار ہو سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میاں صاحب کو اپنے پاس بلا لیجئے گا۔ میاں صاحب! آپ کرنل صاحب کے ساتھ اس سوال کے حوالے سے بیٹھ جائیے گا اور ڈی ایس پی کے بارے میں بھی جو شکایت ہے وہ بھی انہیں بتائیے گا۔ اگلا سوال سردار نصر اللہ خان دریشک صاحب کا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2730 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سردار نصر اللہ خان دریشک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راجن پور: ریسکیو 1122 کے ملازمین کی تین ماہ کی تنخواہوں کی ادائیگی کی تفصیلات

*2730: سردار نصر اللہ خان دریشک: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دنیا نیوز ٹی وی چینل مورخہ 20۔ ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق روجھان ضلع راجن پور کے ریسکیو 1122 کے ملازمین کو عرصہ تین ماہ سے تنخواہوں کی ادائیگی نہیں کی جارہی ہے؟

(ب) ان ملازمین کو تنخواہ کی ادائیگی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ملازمین کو جلد از جلد تنخواہوں کی ادائیگی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) چونکہ تحصیل روجھان میں ریسکیو 1122 کا قیام ایک ترقیاتی منصوبہ تھا جس کی تکمیل جون 2013 کو مکمل ہونا تھی لہذا محکمہ خزانہ کو اپریل 2013 میں درخواست کی گئی کہ ملازمین کی تنخواہوں کا بجٹ 14-2013 غیر ترقیاتی بجٹ سے فراہم کیا جائے جس پر محکمہ خزانہ نے یہ شرط عائد کی کہ منصوبہ کی تکمیل کے ساتھ اس کی جانچ پڑتال محکمہ منصوبہ بندی و ترقیاتی ادارہ سے مکمل کروائی جائے تا کہ مطلوبہ فنڈز فراہم کئے جائیں لہذا اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے منصوبہ کی جانچ پڑتال کا عمل شروع کیا جو کہ ایک وقت طلب عمل تھا جس کی وجہ سے تنخواہوں میں تاخیر پائی گئی۔

(ب) ان کی تنخواہوں میں تاخیر کی وجہ سے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیاتی ادارہ کا مانیٹرنگ اینڈ اویلوایشن سیل کا منصوبہ کی کارکردگی کی جانچ پڑتال کو مکمل کرنا تھا جس کی وجہ سے محکمہ خزانہ

نے ان کی تنخواہوں کو روکا ہوا تھا۔ جن کی رپورٹ کے مکمل ہونے کے بعد محکمہ ہوم اور فنانس کی مدد سے ضلعی راجن پور کے ضلعی ایمرجنسی آفیسر ریسکیو 1122 نے تمام ملازمین کو تنخواہ کی ادائیگی کر دی ہے۔

(ج) ملازمین کی تنخواہیں ادا کر دی گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ 1122 کے ملازمین کی تنخواہیں ادا کر دی گئی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ تنخواہیں کتنی تاخیر کے بعد ادا کی گئیں۔ یقیناً جس نے نوکری لی ہے وہ غریب آدمی ہے اس کے پاس روزگار کا اور کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ 1122 کے ملازمین کو کتنے ماہ تنخواہ نہیں ملی اور وہ کئی ماہ تنگ رہے اس کا گورنمنٹ نے کیا ازالہ کیا ہے؟ اگر گورنمنٹ کے محکمہ نے تاخیر کی اور اسے مکمل نہیں کیا تو وہ گورنمنٹ کی ذمہ داری تھی ان غریب ملازمین کی کیا غلطی ہے جن کو نوکری پر رکھا گیا ہے؟ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تنخواہوں کی ادائیگی کتنے عرصہ کے بعد کی گئی اور ان کو اس delay پر incentive دیا گیا ہے یا نہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ ان لوگوں کو تین ماہ بعد تنخواہ مل گئی تھی۔ اس میں محکمہ خزانہ، پولیس اور 1122 کے چینل میں accounts کی طرف سے delay ہو گیا تھا لیکن اب سب کو تنخواہ مل چکی ہے اور آئندہ ان کو باقاعدگی سے تنخواہ ملتی رہے گی۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرا یہ point نہیں تھا لیکن یہ اچھی بات ہے کہ ان کو تنخواہ مل گئی ہے میں نے بھی یہ جواب پڑھ لیا ہے۔ میں نے وجہ بھی پڑھ لی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ کیا ان غریب لوگوں کی یہ غلطی تھی کہ انہوں نے سرکاری ملازمت کے لئے apply کیا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! ان کو تنخواہ مل گئی ہے اور وہ مطمئن ہیں۔ روجھان میرا ضلع ہے میرا وہاں interaction ہوتا رہتا ہے۔ روجھان ضلع راجن پور صوبہ پنجاب کی آخری تحصیل ہے جو سندھ کے ساتھ attach ہے۔ بہر حال یہ بھی ایک اچھا initiative ہے کہ وہاں پر بھی 1122 قائم کیا گیا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! واقعی یہ بڑا اچھا initiative ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جنوبی پنجاب ہے وہاں کے لوگوں کو پہلے ہی کچھ نہیں ملتا اور اگر غلطی سے ان کو نوکریاں مل گئی ہیں تو اتنی دیر سے تنخواہیں نہیں ملیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے وہاں کے لوگ ملے ہیں۔ وہ بہت خوش ہیں اور وہ راجن پور کے مقامی لوگ ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ ماشاءاللہ ہمارے سپیکر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ میرا ضلع ہے اور اس سے متعلقہ سوال تھا اس لئے میں آپ کے علم میں یہ بات لایا ہوں۔ اگلا سوال محترمہ لبنیٰ فیصل صاحبہ کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 2899 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ لبنیٰ فیصل کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پولیس چوکی ریواز گارڈن میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2899: محترمہ لبنیٰ فیصل: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کے تھانہ ساندہ کی پولیس چوکی ریواز گارڈن میں کل کتنے پولیس اہلکار اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ریواز گارڈن پولیس چوکی کے پاس کوئی بلڈنگ نہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پولیس چوکی پر تعینات پولیس اہلکاران جنہوں نے اس علاقہ میں 24 گھنٹے ڈیوٹی کرنی ہوتی ہے انہیں اپنا سرکاری و غیر سرکاری سامان رکھنے اور سنبھالنے میں انتہائی دقت اور مشکلات کا سامنا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ ریواز گارڈن پولیس چوکی کے لئے نئی بلڈنگ بنانے یا کرائے کی بلڈنگ لینے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) چوکی پولیس میں دس اہلکار ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) چوکی ریواز گارڈن کے پاس اپنی بلڈنگ نہ ہے۔

(ج) مناسب بلڈنگ نہ ہونے کی وجہ سے اپنا سرکاری اور نجی سامان رکھنے اور سنبھالنے میں کافی دقت اور دشواری کا سامنا ہے۔

(د) بڑھتی ہوئی آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے اور کرائم کنٹرول کرنے کے لئے یہ چوکی بنائی گئی تھی۔ بلڈنگ کی تعمیر کرنے کے لئے زمین کا سرکاری / محکمہ پولیس کا ہونا لازمی ہے۔ تاہم اس کی تلاش کے لئے کوشش جاری ہے جونہی زمین الاٹ ہو جائے گی، بلڈنگ کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال میں پوچھا گیا تھا کہ تھانہساندہ کی پولیس چوکی ریواز گارڈن کے بارے میں پوچھا گیا تھا جس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ چوکی کی اپنی بلڈنگ نہ ہے۔ یہ چوکی بڑھتی ہوئی آبادی اور بڑھتے ہوئے crimes کو مدنظر رکھتے ہوئے بنائی گئی ہے۔ وزیر موصوف سے میرا سوال یہ ہے کہ لاہور کے اندر جتنی بھی پولیس چوکیاں بنی ہیں جن کو میں بھی جانتا ہوں اس سوال میں بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ کسی ایک کے پاس بھی اپنی بلڈنگ ہے اور نہ جگہ ہے۔ انہوں نے جس طرح سوال کے اندر فرمایا ہے کہ یہ چوکی crime کو کنٹرول کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ میری observation اور اس ایوان میں بیٹھے اکثر ممبران کی observation یہی ہے کہ یہ چوکیاں عوام کے تحفظ کی بجائے پولیس کی دہاڑیوں کے کھوکھے بنتی ہیں تو جب آپ یہ چوکیاں بناتے ہیں تو جہاں کوئی چوکی بنانی ہو تو کیا اس کا کوئی SOP ہے؟ ان کے پاس کم از کم اور کچھ نہیں تو جگہ، سامان بلڈنگ کوئی چیز تو وہاں پر ہو۔ اگر کوئی SOP ان چوکیوں کے بنانے پر ہے اور جو بنتی جا رہی ہیں وہ کیا ہیں وہ ذرا منسٹر صاحب فرما دیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ معزز ممبر نے جو سوال کیا ہے یہ بہت sensitive issue ہے اور خاص طور پر لاہور شہر کا ہے۔ اس پر ہماری کافی میٹنگز ہو چکی ہیں یہ صرف چوکی کی بات نہیں ہے بلکہ اس میں پولیس سٹیشن کو بھی include کریں۔ police station are equally rental accommodation یا کوئی deploy accommodation میں ہیں اور اسی طرح چوکیاں ہیں وہ بالکل درست فرما رہے ہیں۔ اس آنے والے 2015-16 کے بجٹ میں چیف منسٹر

نےalreadyآئی جی کو ہدایت جاری کر دی ہے کہ آپ کے جتنے بھی پولیس سٹیشن اور چوکیاں ہیں جو کہ temporary accommodationہیں یا make shift arrangementsمیں ہیں۔ ان کے لئے فٹافٹ PC(1) بنایا جائے اور اس کو اگلے ADP میں شامل کیا جائے۔چیف منسٹر نے کہا ہے کہ میں اس کو approve کر دوں گا۔ جہاں تک چوکیوں کی بات ہے تو چوکیاں پولیس سٹیشن کی jurisdictionمیں آتی ہیں۔جہاں پر پولیس سٹیشن ایک علاقے کوdirectly influenceنہیں کر سکتی ہے اور سمجھتی ہے کہ وہimmediate reachسے باہر ہے تو وہاں پر پولیس سٹیشن اپنی چوکی بنا لیتی ہے۔ایک پولیس سٹیشن میں دو چوکیاں ہو سکتی ہیں۔ایسا بھی ممکن ہے کہ وہاں پر چوکی نہ بھی ہو، تین چوکیاں بھی ہو سکتی ہیں اور ایک چوکی بھی ہو سکتی ہے۔اس کا کوئیhard and fast ruleنہیں ہے۔ جہاں پر ہم سمجھتے ہیں کہ جس علاقے میں کرائم زیادہ ہیں اور وہ بڑھ رہے ہیں اور ان کو کنٹرول کرنا چاہئے وہاں پرmake shiftیاpermanentچوکی بنا دی جاتی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جہاں پر کرائم کاissueہو گا وہاں پر چوکی بنے گی۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ لاہور کے اندر جتنی پولیس چوکیاں بنی ہوئی ہیں وہ اس میں بیٹھے ہوئے پولیس سٹاف کوfacilitateکرنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ ان کا وہاں پر صبح، دوپہر اور شام دہاڑی بنانے کے علاوہ کوئی اور کام نہیں ہے۔آپ کے پاس پورے لاہور کے اندر کسی ایک پولیس چوکی کے لئے جگہ نہیں ہے۔اس پورے ایک کروڑ کی آبادی کے شہر کے لئے اتنا بجٹ نہیں ہے کہ آپ ان کو بلڈنگ بنا کر دے سکیں تو آپ کیا پولیس کوfacilitateکرنے کے لئے چوکیاں بناتے ہیں؟PC(1)بنانے کا پچھلی دفعہ بھی اسی طرح بتایا گیا تھا اور آج بھی آدھے سے زیادہ لاہور شہر کے تھانوں کی بلڈنگیں موجود نہیں ہیں۔ جب لاہور کے تھانے کی اپنی بلڈنگ موجود نہیں ہے تو پھر یہ چوکی کیوں بناتے ہیں؟ جس تھانے کے پاس اپنی بلڈنگ موجود نہیں ہے اس کی چوکی بنانے کے لئے آگے چلے جاتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے حالانکہ یہ چوکیاں کرائم کنٹرول کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں مگر جس علاقے میں ان چوکیوں کو بنانے کی بات کرتے ہیں وہاں لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور جا کرrequestکرتے ہیں کہ اسیں کرائم چھڈ دیاں گے پولیس چوکی ایتھے نہ بناؤ۔ یہ چوکیاں بنانے کی وجہ سے اتنے لوگ خوف زدہ ہوتے ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ جب یہ چوکیاں بناتے ہیں تو کیا اس چیز کاarrangementکیا جاتا ہے کہ پولیس والے جا کر کہاں پر بیٹھیں گے، کن کے گھروں میں بیٹھیں گے اور کس جگہ پر جا کر قبضہ کریں گے۔ آج لاہور کے اندر ایک بھی ایسی چوکی نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ہم منسٹر صاحب سے اس کا جواب لیتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ PC(1) کے بعد کوئی ٹائم فریم ہے کہ ہم نے کس طرح ان کو جگہ دینی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں نے کہا ہے کہ وہ آپ کو بتاتے ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! لاہور میں جو ہم پولیس سٹیشن بنانا چاہتے ہیں اس میں problem جگہ کی ہے کہ ایسی کوئی سرکاری جگہ نہیں ہے کہ جہاں پر ہم پولیس سٹیشن بنا سکیں۔ میں معزز ممبر کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس پر ہمارا already focus ہے اور ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔ چونکہ یہ معزز ممبر نے بھی رپورٹ کیا ہے۔اس کے علاوہ ہمارے elected representative اور سوشل ورکروں نے بھی اس کے بارے میں directly وزیراعلیٰ صاحب کو بتایا ہے۔ وزیراعلیٰ نے اس معاملے پر serious طریقے سے focus کیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں کافی پیسا آئے گا جس سے پولیس سٹیشن بھی بن جائیں گے اور جہاں جہاں چوکیوں کی ضرورت ہے وہ بھی انشاء اللہ بن جائیں گی۔ جہاں تک معزز ممبر کا یہ کہنا ہے کہ وہاں چوکیوں پر پولیس والے دہاڑیاں لگاتے ہیں اگر معزز ممبر in writing ان کے نام دے دیں تو میں ان کی انکوائری کر کے ان کے خلاف ایکشن لوں گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ان سے معصوم اور بچگانہ سوال پوچھ لیا جائے کہ میں ان کو بتاؤں کہ پولیس کسی کام میں ملوث ہے کیونکہ میرے سے تو یہ سوال ہی نہیں بنتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! نشاندہی کرنا آپ کا بھی حق بنتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: امجد صاحب! اب فیضان خالد ورک بھی کھڑے ہیں اور آپ بھی کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! اگر آپ کے علاقے میں بھی کوئی چوکیوں کے حوالے سے مسئلہ ہے تو آپ بھی کرنل صاحب کے نوٹس میں دیں وہ اس کو بھی انشاء اللہ consider کروا دیتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرے حلقے میں تو تھانہ ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہر حال۔ جی، میاں صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 488 تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ورک صاحب! آپ موجود نہیں تھے لہذا میں نے اس سوال کو dispose of کر دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ورک صاحب! اس کے بعد میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دوں گا۔ جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں بس ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ورک صاحب! نہیں، ابھی نہیں۔ کرنل صاحب موجود ہیں آپ Question Hour کے بعد بات کر لیجئے گا وہ جواب دیں گے۔ جی، امجد علی جاوید صاحب! آخری ضمنی سوال۔ ورک صاحب! میں آپ کو موقع دوں گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ لاہور کے تھانہ ساندہ کی پولیس چوکی ریواز گارڈن میں کل کتنے پولیس اہلکار اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟ کرنل صاحب نے ابھی ایک سوال کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ پنجاب کے اندر 1200، 1250 یا 1270 افراد پر ایک پولیس ملازم ہے جو international standard سے کم ہے۔ رات ایک talk show میں یہ بات discuss ہو رہی تھی کہ لاہور کے اندر 2750 پولیس اہلکار ہیں۔ اس حساب سے یہ 370 افراد پر ایک پولیس ملازم بنتا ہے۔ جو international standard سے بہتر ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ پورے پنجاب اور لاہور کے درمیان یہ ایک اور چار کا فرق کیوں ہے۔ کیا لاہور کے لوگوں کی زندگیاں زیادہ قیمتی ہیں اور باقی پنجاب کے لوگوں کی زندگیاں قیمتی نہیں ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ پورے علاقے کی average لی جاتی ہے اور پورے پنجاب کی ہم نے average لی ہے کہ ایک ملازم 1250 لوگوں پر ہے۔ یہ ہماری ایک average آ رہی ہے۔ یہ کہیں کم ہو گی اور کہیں زیادہ ہو گی۔ یہ بھی ممکن ہے کسی علاقے میں شاید یہ تعداد 1250 سے زیادہ ہو۔ کسی علاقے میں انہوں نے کہا کہ 370 average ہے

جو کہ بہت بہتر ہے تو یہ ratio ضروری نہیں ہے، آپ تمام ممالک میں جائیں آپ نیٹ پر دیکھ لیں اور آپ لندن کا دیکھ لیں۔ دیکھیں میں بھی اس چیز کو study کرتا رہتا ہوں۔ آپ آج نیٹ پر دیکھ لیں۔ Home land Police آپ British والوں کی دیکھ لیں ان کی ratio کیا بنتی ہے، North میں کیا بنتی ہے اور South میں کیا بن رہی ہے۔ دیکھیں یہ جرائم آبادی پر منحصر ہے کہ کتنی concentration کہاں پر ہے اور کتنا crime rate کہاں پر ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پنجاب کے کلچر کو دوسروں کے ساتھ compete نہیں کر سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! آپ تشریف رکھیں، منسٹر صاحب کی بات تو سن لیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: امجد صاحب! منسٹر صاحب نے جواب دے دیا ہے۔ میرے خیال میں بہت ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ چونکہ نفری required standard کے مطابق نہیں ہے اس لئے جرائم کنٹرول نہیں ہو رہے تو یہاں لاہور میں نفری standard سے بھی بہتر ہے تو یہاں جرائم کنٹرول ہو گئے ہیں، وجہ صرف نفری ہے یا کچھ اور ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ ایک standard yardstick اگر آپ کو public policing چاہئے تو 124.50 ایک normal ratio آ رہی ہے جو average ہے۔ اس سے بہتر 250 بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جتنے لوگ زیادہ ہوں گے اتنا کرائم کنٹرول زیادہ ہو گا۔ کرائم کنٹرول میں اور بھی بڑے بڑے steps ہیں جو کہ آپ کو لینے پڑتے ہیں لیکن یہ تو ایک average police strength ہے کہ پبلک پر کتنی ہونی چاہئے مگر یہ کرائم کے ساتھ directly related بالکل نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 2911 شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! On his behalf.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! On his behalf

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!۔۔ڈاکٹر صاحب!۔۔ آپ تشریف رکھیں۔ اسی سے related سوال ہونا چاہئے ذرا مہربانی کیجئے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ ہو گا کیونکہ شیخ علاؤالدین صاحب موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نہیں۔اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اسی پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! نہیں، میں نے اس سوال کو dispose of کر دیا ہے۔اگلا سوال نمبر 2993 جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر 2994 بھی جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) کا ہے۔جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3018 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ: تھانہ ستراہ کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3018: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ ستراہ (ضلع سیالکوٹ) میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان ملازمین میں سے کس کس کے خلاف اس وقت کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی چل رہی ہے؟

(ج) کتنے ملازم اسی تھانہ کی حدود میں رہائشی ہیں؟

(د) کیا حکومت ان ملازمین کی کارکردگی سے مطمئن ہے اگر نہیں تو پھر حکومت ان کے خلاف کیا ایکشن لے رہی ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) تھانہ ستراہ میں کل 52 ملازمان تعینات ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درج ذیل تفتیشی افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی کے لئے شوکاز نوٹس جاری کئے گئے ہیں:

1۔شہنشاہ بخاری SI، GL/875	i.	شوکاز نوٹس مقدمہ نمبر 13/121 جرم 392 ت پ تھانہ صدر پسرور میں ملزمان کو ٹریس کرنے کی کافی کوشش کی گئی۔
	ii.	شوکاز نوٹس دوران ملاحظہ تھانہ صدر پسرور ریکارڈ کی تکمیل نہ کی۔
	iii.	مجرمان اشتہاری کو گرفتار کیا لیکن ان کے تتمیہ چالانہ نہ بجھوانے پر شوکاز نوٹس
2۔غلام احمد SI، GL/112	i.	مقدمہ نمبر 13/354 جرم 376 ت پ اور مقدمہ نمبر 13/383 جرم 149/148/L2-337/324 ت پ تھانہ ستراہ کی ناقص تفتیش شوکاز نوٹس جاری کیا گیا۔
	ii.	مقدمہ نمبر 13/255 میں ملزمان کو بے گناہ ہونے کے باوجود چالان کر دیا۔
	iii.	دوران مہم مجرمان اشتہاری کی گرفتاری نہ کرنے پر شوکاز نوٹس
3۔وارث علی ASI، RWP/344	i.	دوران مہم مجرمان اشتہاری کی گرفتاری نہ کرنے پر شوکاز نوٹس
4۔محمد حفیظ ASI، NWL/139	I۔	مجرمان اشتہاری کو گرفتار کیا لیکن ان کے تتمیہ چالان نہ بجھوانے پر شوکاز نوٹس
	II۔	مقدمہ نمبر 10/277 تھانہ قلعہ کالروالہ میں ملزمان کو گرفتار کیا لیکن بغیر ریکوری کے جوڈیشل بجھوایا گیا۔
5۔خضر حیات ASI، GL/582	I۔	مجرمان اشتہاری کو گرفتار کیا لیکن ان کے تتمیہ چالان نہ بجھوانے پر شوکاز نوٹس

(ج) تھانہ میں تعینات ملازمان میں سے کوئی بھی ملازم اس تھانہ کی حدود میں رہائشی نہ ہے۔

(د) مجموعی طور پر ملازمان کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔ جن افسران / ملازمان کی کارکردگی ناقص ہو ان کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ جس میں مختلف نوعیت کی محکمانہ سزائیں دی جاتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے۔۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ ۔۔۔(شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔ میں خواتین ممبران سے بار بار request کر رہا ہوں کہ اگر گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں چلی جائیں۔ خاموشی اختیار کریں ورنہ باہر بیٹھ کر گپ شپ کریں۔ جی، باجوہ صاحب!

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جتنے بھی ملازمین کے خلاف کارروائی جواب میں بتائی ہے وہ ساری مجرمان اشتہاری کے خلاف کارروائی نہ کرنے کی reason ہے۔ انہوں نے تھانہ ستراہ کے باون ملازمین کا بتایا ہے جبکہ یہ تھانہ constituency wise تحصیل ڈسکہ کا سب سے بڑا تھانہ ہے اور وہاں پر صرف باون ملازمین ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح پہلے بھی میرے دوست نے کہا کہ comparatively لاہور اور دیگر علاقوں میں پولیس کانسٹیبل کی کتنے لوگوں کے ساتھ ڈیوٹی لگتی ہے۔ تھانہ ستراہ کے علاقہ میں دن دہاڑے دوپہر کے وقت نہر کے کنارے وہاں کوئی سفر نہیں کر سکتا خصوصاً شام کے بعد وہاں پر سفر کرنا قطعی محال ہے۔ وہاں کے اشتہاری جن کو یہ گرفتار نہیں کرتے وہ روزانہ وہاں سینکڑوں لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ وہ شام 7:00 بجے سے شروع کرتے ہیں اور 8:00 بجے تک تیس چالیس آدمیوں کے ہاتھ باندھ کر انہیں بٹھائے رکھتے ہیں اور پھر اُن کو لوٹتے ہیں لیکن جس آدمی سے پیسے نہیں ملتے اس پر تشدد کیا جاتا ہے۔ تھانے کے باون ملازمین میں سے پانچ سات چھٹی پر چلے جاتے ہوں گے۔ میری گزارش ہے کہ تحصیل ڈسکہ کے پانچ تھانوں میں ملازمین کی تعداد بڑھائی جانے کے لئے خصوصی مہربانی فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! آپ اس چیز کو note کریں اور اپنی بات کریں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کے علاوہ کرائم کنٹرول کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہاں پر پولیس چوکیاں بھی بنائی جائیں اور جہاں ملازمین کم ہیں وہاں پر ان کی تعداد پوری کی جائے۔ شکریہ

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ہماری پوری کوشش ہوتی ہے کہ تھانوں میں ملازمین کی تعداد authorize strength کے مطابق ہو مگر shortage کی مجبوریاں ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اس پر آج ہی وہاں کے ڈی پی او سے بات کر لیتا ہوں۔ میں یہاں ensure کرتا ہوں کہ انہوں نے جو بھی بات کی ہے اُس پر ان کی satisfaction ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب ضلع سیالکوٹ میں ٹریفک وارڈنز چلے گئے ہیں جبکہ وہاں پر سینکڑوں کی تعداد میں ٹریفک کانسٹیبلوں کا پورا ایک setup موجود ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر سیالکوٹ شہر میں ٹریفک وارڈنز کی ڈیوٹیاں لگ چکی ہیں تو وہاں پر ٹریفک کانسٹیبلوں کو ڈسکہ شہر میں تعینات کر دیا جائے تاکہ وہ بھی بیٹھ کر کام نہ کریں بلکہ اپنی ڈیوٹی دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! آپ باجوہ صاحب کو بلا کر ان کے تمام معاملات دیکھ لیجئے گا۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ٹریفک وارڈنز سیالکوٹ میں چلے گئے ہیں جس وجہ سے اب ٹریفک پولیس کے کانسٹیبل فارغ بیٹھے ہوئے ہیں لہذا گزارش ہے کہ ان کو سٹی ڈسکہ میں تعینات کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، انہوں نے note کر لیا ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 3022 ڈاکٹر صلاح الدین خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3041 محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3075 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹریفک چالان جمع کروانے کے لئے پانچ بجے تک کا وقت کرنے و دیگر تفصیلات

3075*: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹریفک وارڈنز چالان کرتے وقت متعلقہ فرد سے گاڑی وغیرہ کے کاغذات اپنے قبضے میں لے کر اسے ہدایت کرتے ہیں کہ چالان متعلقہ بنک میں جمع کروا کر کاغذ ٹریفک دفتر سے واپس لے لیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بنک متعلقہ میں چالان کی رقم صرف ایک بجے تک وصول کی جاتی ہے جس سے ایسے افراد جن کا تعلق دوسرے شہروں سے ہو انہیں چالان کی رقم جمع کروانے اور کاغذات واپس لینے کے لئے دوبارہ آنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا متعلقہ محکمہ ٹریفک چالان کی رقم جمع کروانے والے بنکوں سے یہ طے نہیں کر سکتا کہ چالان کی رقم شام 5:00 بجے تک وصول کریں؟

(د) کیا یہ بھی ممکن ہے کہ چھٹی کے دن بھی چالان کی رقم کی وصولی اور کاغذات واپسی کا قابل عمل انتظام ہو؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) یہ بات بالکل درست ہے کہ متعلقہ violator کو بوقت چالان نہ صرف زبانی طور پر متعلقہ بنک اور واپسی کاغذات سنٹر کی جگہ کے متعلق اچھی طرح بریف کیا جاتا ہے بلکہ ٹریفک violation ٹکٹ پر وہ بنک برانچ جس میں جرمانہ جمع ہونا ہوتا ہے اور بعد از ادائیگی جرمانہ جس ٹریفک سیکٹر / جگہ سے ضبط شدہ کاغذات واپس لینے مقصود ہوتے ہیں اس بارے میں چالان ٹکٹ پر واضح طور پر اردو میں تحریر کیا جاتا ہے اور بعض اوقات مہر بھی ثبت کی جاتی ہے تاکہ violator کو ادائیگی جرمانہ اور واپسی کاغذات کے لئے کسی قسم کی دقت / تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ کاپی ٹریفک violation ٹکٹ برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے۔ حکومت پنجاب نے نیشنل بنک آف پاکستان میں چالان جمع کرنے کی منظوری دی ہے جہاں طے شدہ اوقات میں صبح 9:00 بجے سے دوپہر 1.30 شام تک ٹریفک violation ٹکٹ پر جرمانہ وصول کیا جاتا ہے اور اس میں ہفتہ اتوار کی چھٹی ہوتی ہے۔ ٹریفک violator جرمانہ جمع کروانے کے بعد چالان شدہ چالان چٹ متعلقہ برانچ / دفتر میں لا کر دکھاتا ہے تو اس کو کاغذات واپس کر دیئے جاتے ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ سٹی ٹریفک پولیس لاہور کا سٹاف کاغذات واپسی سنٹرز میں کاغذات واپس کرنے کے لئے صبح

8 بجے سے لے کر رات 11:00 بجے موجود ہوتا ہے تاکہ کاغذات واپسی کے لئے عوام الناس کو کسی قسم کی دقت / تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

عوام الناس کو مزید سہولت دینے کے لئے جناب آئی جی پولیس پنجاب کی جانب سے جناب چیف منسٹر پنجاب کو ایک سمری بھی ارسال کی جا چکی ہے جس میں درخواست کی گئی ہے کہ موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 میں ضروری ترامیم کر کے سٹیٹ بنک آف پاکستان کے ماتحت تمام بنکوں کو ٹریفک violation ٹکٹ پر جرمانہ جمع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ مزید اس ضمن میں زیر دستخطی خود بھی کمشنر لاہور کو بذریعہ لیٹر درخواست کر چکا ہے کہ عوام الناس کی سہولت کے پیش نظر بنک آف پنجاب کو بھی نیشنل بنک کے ساتھ جرمانہ جمع کئے جانے کی اجازت دی جائے۔

(ج) جہاں تک بنک میں چالان جمع کرانے کا تعلق ہے یہ چالان قبل ازیں طے شدہ اوقات میں صبح 9:00 بجے سے 5:00 بجے شام تک جمع ہوتے ہیں۔

(د) جہاں تک چھٹی والے دن ٹریفک کی خلاف ورزی پر چالان ہونے اور جرمانہ جمع کروانے کا تعلق ہے تو چھٹی کے اگلے دن جرمانہ کی رقم جمع کروانے کے بعد کاغذات کی واپسی کی جاتی ہے اس کے علاوہ چھٹی والے دن ٹریفک چالان کی رقم کی وصولی ٹریفک پولیس از خود کرنے کی مجاز نہ ہے تاہم حکومت پنجاب اس بارے میں بنک انتظامیہ سے رابطہ کر کے کوئی متبادل اور قابل عمل انتظام عمل میں لا سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے جز(ب) میں ٹریفک وارڈنز کے چالان کرنے کے حوالے سے پوچھا ہے کہ جو وہ جرمانہ کرتے ہیں اس کا چالان بنک میں جمع ہوتا ہے لیکن چالان جمع کرنے کا صبح نو بجے سے دوپہر ایک بجے تک کا ٹائم ہوتا ہے جبکہ بنک کا ٹائم شام 5:00 بجے تک ہوتا ہے۔ جو لوگ دوسرے اضلاع سے آتے ہیں اُن کو اگلے دن کے لئے رکنا پڑتا ہے اس صورتحال میں، میں چاہوں گا کہ اگر ان کو اس طرح سے facilitate کیا جا سکتا ہے تو منسٹر صاحب ذرا واضح پالیسی بیان فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں عامر سلطان چیمہ صاحب کی بات سے بالکل agree کرتا ہوں کہ یہ بالکل ایک مسئلہ ہے۔ ہمارا جو نیا ٹریفک مینجمنٹ سسٹم آرہا ہے اس میں ہم اس سسٹم کو بڑا streamline کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ چالان ہو تو جلد fine ہو جس طرح باقی ممالک میں ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے گھر میں ہی خط مل جاتا ہے جس کے مطابق آپ payment کر دیتے ہیں۔ اس پر ہم already کام کر رہے ہیں لیکن فی الحال یہی پرانا سسٹم maintain ہوتا رہے گا جب تک کہ نیا سسٹم عمل میں نہیں آتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! آپ چالان جمع کروانے کا ٹائم بڑھا دیں کیونکہ ان کی بات جائز ہے۔ آپ کوشش کریں کہ جب تک نیا سسٹم نہیں آتا تب تک بنک کے اندر چالان جمع کروانے کا ٹائم extend کروا دیں۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں یہ بات کر لوں گا اور چالان جمع کروانے کا ٹائم extend کروا دوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے سمری وزیر اعلیٰ صاحب کو ارسال کی ہے۔ منسٹر صاحب بتا دیں کہ وہ سمری کس ضمن میں ہے، کیا وہ نئی facilities کے حوالے سے ہے یا چالان کا ٹائم بڑھانے کے حوالے سے ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): ہماری جو سمری گئی ہے اس میں پوری detail ہے کہ اس پر cost کتنی آئے گی بلکہ اس میں ساری چیزیں آجاتی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس سے لوگ facilitate ہوں۔ جب ہم لوگوں کو facilitate کریں گے تب یہ ساری چیزیں آجائیں گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے سمری کب سے move کی ہوئی ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): میرے خیال میں سمری بھیجے تقریباً مہینہ یا ڈیڑھ مہینہ ہوا ہے۔ اس پر ابھی تک کام چل رہا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میری request یہ ہے کہ منسٹر صاحب کی یقین دہانی ہے کہ کام چل رہا ہے۔ کام تو ہمیشہ چلتا ہی رہتا ہے لیکن اس میں یہ کوئی time-frame دے سکتے ہیں آپ نے بڑا اچھا کہا ہے کہ لوگوں کی سہولت کے لئے چالان جمع کروانے کا بنک ٹائم بڑھ جائے۔ منسٹر صاحب نے جو یقین دہانی کرائی ہے اس پر کب تک عمل ہو گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس پر کوئی time-frame دے سکتے ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اس وقت off the hand ٹائم نہیں دے سکتا لیکن میٹنگ کر کے چیمہ صاحب کو بتا دوں گا۔ اگر اگلی دفعہ اس کے اوپر discussion ہو جائے تو سب کی سہولت کے لئے میں in House بتا دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بتا دیجئے گا۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آخری سوال ہے اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ اگلا سوال چودھری فیصل فاروق چیمہ صاحب کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3223 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے چودھری فیصل فاروق چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا: چوری وڈکیتی کی وارداتوں کی تفصیلات

*3223: چودھری فیصل فاروق چیمہ: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2013 میں تھانہ عطاء شہید، تھانہ جھال چکیاں اور تھانہ صدر ضلع سرگودھا کے علاقہ جات میں اب تک مویشی چوری اور ڈکیتی کی کتنی وارداتیں درج ہو چکی ہیں؟

(ب) ان تھانہ جات میں ان وارداتوں کے سلسلہ میں اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے؟

(ج) کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور کتنی وارداتیں ایسی ہیں جن کی ابھی تک کوئی برآمدگی نہ ہوئی ہے؟

(د) کیا حکومت ایسے افسران کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جن کے تھانوں میں ہر ماہ پانچ سے زیادہ چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں ہوں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف)

1) تھانہ عطاء شہید مقدمات مویشی چوری 37، مقدمات ڈکیتی 08
2) تھانہ جھال چکیاں مقدمات مویشی چوری 43، مقدمات ڈکیتی 14
3) تھانہ صدر مقدمات مویشی چوری 59، مقدمات ڈکیتی 07

(ب) ان تھانہ جات میں وارداتوں کے سلسلے میں گشت کا نظام مؤثر بنایا گیا ہے اور سابقہ ریکارڈ یافتہ ملزمان کو شامل تفتیش کر کے مقدمات کو یکسو کیا گیا ہے۔

(ج)

نام تھانہ	گرفتار ملزمان مویشی چوری	گرفتار ملزمان ڈکیتی
1) عطاء شہید	42	08
2) جھال چکیاں	43	14
3) صدر	59	07
نام تھانہ	برآمدگی نہ ہوئی مویشی چوری	برآمدگی نہ ہوئی ڈکیتی
1) عطاء شہید	08	01
2) جھال چکیاں	17	09
3) صدر	09	02

(د) جن تھانہ جات میں ہر ماہ مویشی چوری اور ڈکیتی کی پانچ یا پانچ سے زیادہ وارداتیں ہو رہی ہیں ان تھانہ جات کے ایس ایچ او کے خلاف حکومت کی ہدایات کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سرگودھا میں مویشیوں کی چوری اور ڈکیتی کی وارداتوں کے حوالے سے پوچھا گیا ہے۔ انہوں نے جز (د) میں بتایا ہے کہ جن تھانہ جات میں ہر ماہ پانچ سے زیادہ وارداتیں ہو رہی ہیں ان تھانوں کے ایس ایچ اوز کے خلاف حکومت کی ہدایت کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے، یہ بتایا جائے کہ اس دوران کن کن ایس ایچ اوز کے خلاف حکومت کارروائی عمل میں لائی ہے اور ان پر کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! متعلقہ تھانے جن کی حدود میں مویشیوں کی چوری بہت زیادہ ہو رہی ہے وہاں کے دو ایس ایچ اوز کا مجھے پتا ہے کہ وہ suspend ہو چکے ہیں اور ان پر کارروائی جاری ہے۔ اگر یہ detail چاہتے ہیں تو سوال کریں پھر وہ ایس ایچ اوز جن کے

خلاف کیا کچھ کارروائی ہوئی ہے وہ بھی میں ایوان میں پیش کر سکتا ہوں۔ ہم نے اس پر کڑی نظر رکھی ہوئی ہے اور بڑے strict actions لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر کیا کڑی نظر رکھی جارہی ہے اور اس کا انہوں نے کیا mechanism اپنایا ہے اس پر مجھے تھوڑی سی وضاحت چاہئے کیونکہ جز(د) میں انہوں نے صاف کہا ہے کہ ہم حکومت کی ہدایت پر ایس ایچ اوز کے خلاف کارروائی کرنے پر عمل پیرا ہیں جہاں ہر ماہ پانچ پانچ وارداتیں ہوئی ہیں اور منسٹر صاحب نے admit بھی کیا ہے کہ دو ایس ایچ اوز کے خلاف کارروائی ہوئی ہے؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان دو ایس ایچ اوز کے خلاف کب کارروائی ہوئی ہے، وہ کون دو لوگ ہیں، متعلقہ ڈی پی اوز کیا mechanism اپنا رہے ہیں اور کس طریق کار کے تحت یہ کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کرنل صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہاں پر میں اس وقت شاید ان کے نام نہ بتا سکوں کیونکہ میرے پاس data نہیں ہے لیکن وارداتوں کو کنٹرول نہ کرنے میں ان کے خلاف کارروائی ہوئی ہے، ان کو suspend کر چکے ہیں اور مزید بھی ان کے خلاف کارروائی ہوگی۔ اگر معزز ممبر مجھے ٹائم دیں تو میرے پاس آ جائیں، میں ان کو detail بتادوں گا کہ کون کون سے ایس ایچ اوز ہیں، ان کے نام کیا ہیں اور ان کے خلاف کیا کیا کارروائی ہو رہی ہے؟ اس وقت ان ایس ایچ اوز کے نام وغیرہ میرے پاس نہیں ہیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں سرگودھا کے حوالے سے ہی بات کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں ہمارے فاطمہ جناح روڈ بنک میں بیس لاکھ روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے اور بلاک نمبر چار جو تاجروں کا حلقہ ہے وہاں پر 18 لاکھ روپے کی ان سے نقدی رقم لوٹی گئی ہے لیکن ابھی تک ایسا کوئی action ہو سکا ہے اور نہ ہی لوگ پکڑے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو آپ کا fresh question بنتا ہے بہر حال آپ کرنل صاحب کے notice میں لائیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں کرنل صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس پر بھی فوری action لیا جائے کیونکہ وہاں پر بہت ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور سوالات بھی ختم ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع لاہور: ڈکیتی کے مقدمات و دیگر تفصیلات

*171: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں یکم جنوری سے مئی 2013 تک ڈکیتی کی کتنی وارداتیں کس کس تھانہ کی حدود میں درج ہوئی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان وارداتوں میں کتنے بے گناہ افراد قتل ہوئے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان وارداتوں میں کتنی رقم اور دیگر کون کون سا سامان لوٹا گیا ہے؟

(د) ان مقدمہ جات میں کتنے ملزم گرفتار ہوئے اور کتنے مفرور ہیں، مفرور ملزمان کے نام اور پتا جات بتائیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) بروئے رپورٹ جملہ SDPO صاحبان عرصہ ہذا کے دوران ڈکیتی / رابری مع قتل کی چار وارداتیں ہوئیں۔ یہ وارداتیں تھانہ سول لائن، ریس کورس اور پرانی انار کلی کی حدود میں سرزد ہوئیں۔

(ب) ان وارداتوں میں دو افراد دوران واردات قتل ہوئے۔

(ج) ان چار وارداتوں میں-/7930000 روپے کی رقم لوٹی گئی۔

(د) ان وارداتوں میں تین کس ملزمان کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا اور مورخہ 30-04-13 کو چالان عدالت کیا گیا ان مقدمات میں پندرہ کس نامعلوم ملزمان تاحال مفرور ہیں جن کی گرفتاری کی کوشش جاری ہے۔

ایسی وارداتوں کے انسداد، تدارک کے سلسلہ میں گشت، ناکہ بندی کو بہتر بنایا گیا ہے نیز علاقہ کی مجاہد سکواڈ، ٹائیگرز اور محافظ سکواڈز سے بھی استفادہ کیا جا رہا ہے تاکہ عوام الناس کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنایا جا سکے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: پولیس چوکی بھنگو کی بحالی کی تفصیلات

*1113: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس چوکی بھنگو موڑ تھانہ رجانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی حدود میں عارضی طور پر بنائی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس عارضی چوکی سے کم از کم 16/15 دیہاتوں کے عوام مستفید ہوتے تھے، لیکن باقاعدہ بلڈنگ نہ ہونے کی وجہ سے وہ عارضی چوکی بھی ختم کر دی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس چوکی بھنگو موڑ کی بلڈنگ بنانے کے لئے feasibility report تیار کی گئی تھی اسے پایۂ تکمیل تک کیوں نہ پہنچایا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بھنگو موڑ ایک گنجان راستہ ہے جس کی وجہ سے وہاں پر روزانہ کی بنیاد پر وارداتیں ہوتی ہیں؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وہاں کی عوام کو چوروں، ڈاکوؤں اور لٹیروں سے نجات دلانے کے لئے پولیس چوکی بھنگو موڑ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ بھنگو موڑ پر کوئی پولیس چوکی عارضی طور پر نہ بنائی گئی تھی اور نہ ہی اس کی اجازت دی گئی تھی۔ تاہم بھنگو موڑ پر پولیس چوکی بنانے کا کیس زیر غور ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ بھنگو موڑ پر کوئی پولیس چوکی عارضی طور پر نہ بنائی گئی تھی اور نہ ہی اس کی اجازت دی گئی تھی۔

(ج) پولیس چوکی بھنگو موڑ کی بلڈنگ بنانے کے لئے کوئی feasibility report موصول نہیں ہوئی۔

(د) ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مطابق بھنگو موڑ پر کوئی ایسا serious وقوعہ سرزد نہ ہوا ہے۔

(ہ) محکمہ داخلہ نے پولیس چوکی بھنگو موڑ تھانہ رجانہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قیام کی منظوری دے دی ہے۔ منظوری کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: پولیس ٹریننگ سکول چوہنگ میں غیر قانونی بھرتیوں کی تفصیلات

*1478: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس ٹریننگ سکول چوہنگ لاہور میں 650 غیر قانونی بھرتیوں کا انکشاف ہوا ہے جس کی نشاندہی کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ سکول چوہنگ نے کی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رپورٹ کے مطابق 211 کانسٹیبل ڈرائیور، خاکروب 83، سابق فوجی، واٹرمین کو غیر قانونی طور پر بھرتی کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان بھرتیوں کے لئے اخبارات میں اشتہار تک دیا گیا ہے اور نہ ہی ان کے انٹرویو/ٹیسٹ ہوا ہے؟

(د) یہ بھرتیاں کن کن افسران کے دور میں ہوئی ہیں، ان کی بھرتی کی مجاز اتھارٹی کا نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا ان غیر قانونی بھرتیوں کی تحقیقات کروائی گئی ہیں اگر ہاں تو انکوائری کرنے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں اور یہ کہاں تعینات ہیں؟

(و) کیا حکومت ایسے وسیع پیمانہ پر بھرتیوں اور حکومتی خزانہ کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچانے کے ذمہ داران کے خلاف انکوائری ایف آئی اے یا دیگر کسی وفاقی غیر جانبدار ادارے سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اور متعلقہ ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول/داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل آف پولیس، لاجسٹک، سی پی او نے رپورٹ دی کہ دوران انسپکشن پولیس کالج چوہنگ، لاہور میں کافی تعداد میں کانسٹیبل اور درجہ چہارم کی غیر قانونی بھرتیوں کا انکشاف ہوا ہے۔

(ب) اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل آف پولیس، لاجسٹک، سی پی او کی رپورٹ کے مطابق کانسٹیبل اور درجہ چہارم کے ملازمین کو غیر قانونی طور پر بھرتی کیا گیا ہے۔

(ج) کمانڈنٹ،پولیس کالج چوہنگ، لاہور کے لیٹر نمبرPTCL/OS/7135 مورخہ 13-07-09 کے مطابق کوئی اخبار اشتہار نہ دیا گیا ہے۔

(د) بمطابق رپورٹ کمانڈنٹ پولیس کالج چوہنگ لاہور درج ذیل افسران کے دور میں سامنے درج شدہ ملازمین بھرتی ہوئے۔

(1) میجر ریٹائرڈ مبشر اللہ (BS-20)، کانسٹیبل / ڈرائیور کانسٹیبل 211، سابقا فوجی 81، لانگری 127، خاکروب 178، واشر مین 57، درجہ چہارم 17، کارپینٹر 01، مالی 01، میسن 01۔

(2) محمد فیصل رانا،ایس ایس پی(BS-19)، سابقا فوجی 01،کارپینٹر 01۔

(3) ڈاکٹر سلیمان سلطان رانا ایس ایس پی(BS-19)، سابقا فوجی 01، پلمبر فٹر 01۔

(ہ) اخبار میں خبر چھپنے پر جناب صوبائی محتسب، پنجاب نے رپورٹ طلب کی جس پر جناب سرمد سعیدAddl: IGP (BS-21) پنجاب کو انکوائری دی گئی تھی جو مورخہ 14-09-12 سے ریٹائرڈ ہو گئے ہیں۔ بحوالہ حکم نمبریDISC-I/11566 مورخہ 14-10-01 جناب نسیم الزمان صاحب، ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس، ٹریفک، پنجاب اور ڈاکٹر محمد عابد خان صاحب، ایس ایس پی، ٹریفک ہیڈ کوارٹر، پنجاب انکوائری کر رہے تھے جو ڈاکٹر محمد عابد خان صاحب، ایس ایس پی 60 یوم Ex-Pakistan Leave از مورخہ 14-12-08 روانہ ہو گئے ہیں جن کی جگہ پر بحوالہ آرڈر نمبرDISC-I/15672 مورخہ 24-12-2014 کو کیپٹن (ریٹائرڈ) محمد سہیل چودھری، ایس ایس پی، ٹیکنیکل، سی ٹی ڈی، پنجاب کو ممبر انکوائری مقرر کیا گیا ہے جن کی رپورٹ کا انتظار ہے۔ کاپی آرڈر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ اس بارے میں ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس، ٹریفک، پنجاب کی سربراہی میں کمیٹی انکوائری کر رہی ہے۔

ضلع شیخوپورہ: تھانہ جات میں تعینات ایس ایچ اوز کے نام ودیگر تفصیلات

*488: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ کے تھانہ جات میں تعینات ایس ایچ اوز کے نام، عہدہ سے گریڈ وار آگاہ کریں؟
(ب) کیا یہ درست ہے کہ ایس ایچ اوز کی پوسٹ پر تعینات زیادہ تر سب انسپکٹر ہیں؟
(ج) کیا حکومت ان پوسٹوں پر انسپکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں تعینات ایس ایچ اوز کے نام، عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام تھانہ	نام نمبر	عہدہ
1	سٹی اے ڈویژن	انسپکٹر محبت علی، C/1966	BS-16
2	سٹی بی ڈویژن	انسپکٹر محمد اعظم SA/278	BS-16
3	صدر شیخوپورہ	انسپکٹر فاروق احمد GL/320	BS-16
4	ہاؤسنگ کالونی	انسپکٹر سمیع اللہ GL/399	BS-16
5	سٹی فاروق آباد	انسپکٹر محمد نیاز SA/281	BS-16
6	صدر فاروق آباد	انسپکٹر محمد اعظم SA/250	BS-16
7	بھکھی	انسپکٹر فیصل عباس SA/284	BS-16
8	صفدر آباد	انسپکٹر احسان الحق SA/279	BS-16
9	خانقاہ ڈوگراں	SI رب نواز SA/38	BS-14
10	مانانوالہ	انسپکٹر معظم علی C/1275	BS-16
11	فیروزوالہ	انسپکٹر محمد اقبال C/1729	BS-16
12	فیکٹری ایریا	انسپکٹر سلیم اختر SA/296	BS-16
13	شرقپور	انسپکٹر انصر فاروق مان GL/492	BS-16
14	سٹی مریدکے	SI شبیر حسین SA/370	BS-14
15	صدر مریدکے	SI محمد اعظم GL/293	BS-14
16	نارنگ	انسپکٹر غلام مرتضیٰ SA/280	BS-16

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ایس ایچ اوز کی پوسٹ پر زیادہ تر سب انسپکٹر تعینات ہیں بلکہ ضلع ہذا میں کل سولہ تھانہ جات میں سے تیرہ تھانہ جات میں انسپکٹرز جبکہ تین تھانوں میں سب انسپکٹرز بطور ایس ایچ او تعینات ہیں۔

(ج) پنجاب پولیس آرڈر (ترمیمی) آرڈیننس نمبر II آف 2013 کی رو سے انسپکٹر کے ساتھ ساتھ سب انسپکٹر کو بھی بطور ایس ایچ او تعینات کیا جا سکتا ہے۔

صوبہ میں نئی چیک پوسٹوں کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*701: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دیہات میں پٹرولنگ پولیس کی وجہ سے دیہاتی راستوں پر جرائم کی شرح کم ہوتی ہے؟

(ب) صوبہ میں 2008 سے 2013 میں کتنی نئی چیک پوسٹیں تعمیر کی گئیں اور اب 14-2013 میں کتنی نئی چیک پوسٹیں تعمیر کی جائیں گی؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) جن شاہراہوں پر پٹرولنگ پولیس تعینات ہے وہاں یقینی طور پر جرائم میں خاطر خواہ کمی ہوئی ہے۔ پٹرولنگ پولیس کے قیام سے اب تک پٹرولنگ پولیس نے مختلف شاہراہوں پر سنگین جرائم کی 338 وارداتیں ناکام بنائیں اور مختلف دفعات کے تحت 25604 مقدمات درج کروا کر 27223 افراد کو گرفتار کیا جن میں سے 667 اشتہاری / عدالتی مفرور بھی شامل ہیں:

مزید تفصیل درج ذیل ہے:

1. پٹرولنگ پولیس نے 121 کلاشنکوف، 878 رائفل، 1039 بندوق / کاربین، 3972 پسٹل / ریوالور برآمد کئے۔
2. 1089362 افراد کو مختلف قسم کی ہیلپ / سروس فراہم کی گئی۔
3. 101265 مستقل و عارضی تجاوزات متعلقہ محکمہ کے توسط سے ختم کرائی گئیں۔
4. 2720 گم شدہ بچوں کو ان کے ورثاء کے حوالے کیا گیا۔
5. 15440 حادثات میں 38373 زخمیوں کو امداد فراہم کی گئی۔

(ب) گزارش ہے کہ 2008 سے پہلے 207 پوسٹیں آپریشنل تھیں اور 2008 سے لے کر اب تک 128 نئی پوسٹیں تعمیر ہو چکی ہیں اور اب تک ٹوٹل 335 پوسٹیں آپریشنل ہو چکی ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور 9 پوسٹیں زیر تعمیر ہیں۔ اس سال 14-2013 میں 9 پوسٹوں کی تعمیر کا کام مکمل ہو جائے گا اور وہ بھی آپریشنل ہو جائیں گی۔

شیخوپورہ: سول ڈیفنس کے مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1197: **جناب فیضان خالد ورک**: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شیخوپورہ میں سول ڈیفنس کے کل کتنے مراکز ہیں؟

(ب) شیخوپورہ میں سول ڈیفنس میں کل کتنا سٹاف ہے، نام، عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل فراہم کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سول ڈیفنس کے مراکز میں دہشت گردی اور ناگہانی آفات سے نمٹنے کے لئے جو آلات فائر بریگیڈ اور گاڑیاں، بم ڈسپوزل کٹس، سیڑھیاں وغیرہ ناکافی ہیں اور ان کی تعداد کی الگ الگ تفصیل فراہم کریں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ بالا مراکز میں مزید آلات فائر بریگیڈ بم ڈسپوزل کٹس، آلات اور سیڑھیاں دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) شیخوپورہ میں سول ڈیفنس کا ایک ہی دفتر ہے۔

(ب) شیخوپورہ میں موجود عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1	شہادت علی خان DOسول ڈیفنس	گریڈ16
2	محمد صادق، چیف انسٹرکٹر	گریڈ14
3	بم ڈسپوزل کمانڈر، خالی	گریڈ15
4	عبدالاسلام، بم ڈسپوزل ٹیکنیشن	گریڈ12
5	محمد ذوالفقار، انسٹرکٹر گریڈII	گریڈ8
6	محمد حنیف، انسٹرکٹر گریڈII	گریڈ8
7	محمد سلیمان، انسٹرکٹر گریڈII	گریڈ9
8	محمد حنیف، سینئر کلرک	گریڈ9
9	جونیئر کلرک، خالی	گریڈ7
10	ساجد علی، ڈرائیور	گریڈ4
11	محمد عنایت، نائب قاصد	گریڈ2
12	محمد عمران، چوکیدار	گریڈ1
13	امیر مسیح، سینٹری ورکر	گریڈ2

نوٹ: دو عدد ڈیلی ویجز بم ڈسپوزل ٹیکنیشن بھی کام کر رہے ہیں۔

(ج) فائر بریگیڈ کا انتظام کرنا ٹی ایم اے اور ریسکیو 1122 کی ذمہ داری ہے۔ سول ڈیفنس شیخوپورہ میں بم ڈسپوزل عملہ کے پاس موجودہ سامان ناکافی ہے۔ بہتری کے لئے سامان خرید کیا جانا درکار ہے۔ موجودہ سامان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	بم بلینکٹ (کمبل)	2	2۔	بم بن	1
3۔	مائن ڈیٹیکٹر	1	4۔	ایکسپلوزو ڈیٹیکٹر	1
5۔	واک تھرو گیٹ	4	6۔	میٹل ڈیٹیکٹر	30
7۔	وہیکل سرچنگ یونٹ	1	8۔	وہیکل سرچنگ مررز	5
9۔	ریموٹ ریمول پول	1	10۔	پراب راڈ	1
11۔	ٹول کٹ	1	12۔	ڈائمو کنڈنسر	1

مندرجہ ذیل سامان کی ضرورت ہے۔

1۔	ڈسرپٹر	1	2۔	ای او ڈی بم سوٹ	1
3۔	ای او ڈی بلانکٹ	1	4۔	سٹاپ واچ	2
5۔	فیبر سکوپ	1	6۔	ای او ڈی وہیکل	1
7۔	میگنٹ سٹاپر	1	8۔	جیمز	1
9۔	نان میکنیٹک کٹ	1	10۔	پورٹ ریل ٹائم ایکسرے ریڈیو گرافی	1
11۔	لیڈر ایکسٹنڈ ایبل ایلومینیم	1	12۔	واٹر کینن گن	1
13۔	ڈیجیٹل کیمرہ	1	14۔	ڈیمیلشن کٹ	1

(د) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ شیخوپورہ اپنے وسائل کے مطابق بجٹ فراہم کر رہی ہے اس سال سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ شیخوپورہ نے مذکورہ سامان کی خریداری کے لئے فنڈ مختص نہیں کئے جونہی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز ملیں گے مزید سامان بم ڈسپوزل خرید کر لیا جائے گا۔

ضلع لاہور: چائلڈ پروٹیکیشن بیورو کے دفاتر، بجٹ واخراجات کی تفصیلات

*1422: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے کل کتنے دفاتر ہیں؟

(ب) ضلع لاہور میں سال2012 کے دوران چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں کل کتنے بچے داخل کئے گئے نیز ان کو کہاں کہاں رکھا گیا اور ان کو کیا کیا سہولیات فراہم کی گئیں؟

(ج) سال13-2012 میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے لئے کل کتنی رقم رکھی گئی نیز یہ رقم کہاں کہاں اور کن کن کاموں پر خرچ کی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا ایک ادارہ ہے جو کہ انگوری باغ سکیم شالامار لنک روڈ پر واقع ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں سال2012 کے دوران چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو میں کل 1291 بچے داخل کئے گئے اور کورٹ سے ان کو قانونی تحویل میں لیا گیا اور ان کو بوائز اور گرلز ہاسٹلز میں رکھا گیا ان کو خوراک، فنی، دینی اور رسمی تعلیم و تربیت، طبی، نفسیاتی، تفریحی سہولتوں کے ساتھ ساتھ بچوں کو ان کے خاندانوں میں بحال کیا گیا۔

(ج) سال13۔2012 میں کل رقم تیس کروڑ پینتیس لاکھ ستاسی ہزار سات سو روپے رکھی گئی۔ اخراجات کی مد میں گیارہ کروڑ اڑتالیس لاکھ چھپن ہزار چار سو چھبیس روپے استعمال کئے اس میں سے تنخواہوں کی مد میں سات کروڑ ترپین لاکھ اٹھانوے ہزار سات روپے دیگر انتظامی امور میں خرچ کئے۔ ہیڈوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع پاکپتن: پی پی۔229 کے تھانوں میں پولیس ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1445: جناب احمد شاہ کھگہ: کیاوزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔229 ضلع پاکپتن کے تھانوں میں انسپکٹر، سب انسپکٹر، اسسٹنٹ سب انسپکٹر، ہیڈ کانسٹیبل اور کانسٹیبلوں کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اور اس وقت ان تھانوں میں موجود نفری کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کتنی پولیس چوکیاں ہیں اور کیا یہ وارداتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے کافی ہیں اگر نہیں تو کیا حکومت اس حلقہ میں مزید پولیس چوکیاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس حلقہ کے تھانوں اور پولیس چوکیوں میں موجودہ نفری منظور شدہ اسامیوں کی تعداد سے کم ہے، کیا حکومت اس کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) حلقہ پی پی۔229 میں واقع چار تھانہ جات میں منظور شدہ اور موجود نفری کی تفصیل درج ذیل ہے۔

منظوری نفری

انسپکٹر	:	6
سب انسپکٹر	:	12
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	:	25
ہیڈ کانسٹیبل	:	14
کانسٹیبل	:	87
ٹوٹل	:	144

موجودہ نفری

انسپکٹر	:	6
سب انسپکٹر	:	12
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	:	25
ہیڈ کانسٹیبل	:	14
کانسٹیبل	:	87
ٹوٹل	:	144

(ب) حلقہ پی پی۔229 میں کوئی پولیس چوکی نہ ہے جبکہ چار تھانہ جات قائم ہیں جو کہ حلقہ میں ہونے والی وارداتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے کافی ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے ان تھانہ جات میں موجود نفری کی تعداد منظور شدہ اسامیوں کے مطابق پوری ہے۔

ضلع پاکپتن: تھانوں وچوکیوں کی تعداد و مقدمات کے اندراج کی تفصیلات

*1446: جناب احمد شاہ کھگہ: کیاوزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔229 پاکپتن میں پولیس کے کتنے تھانے اور چوکیاں موجود ہیں؟

(ب) ان تھانوں اور چوکیوں میں تعینات عملے کی تفصیل کیا ہے؟

(ج) 2008 سے اب تک ان تھانوں میں درج ہونے والے پرچوں کی تعداد کیا ہے، کتنے زیر التواء ہیں اور کتنوں کا فیصلہ ہو چکا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) حلقہ پی پی۔229 میں کل چار تھانے موجود ہیں جبکہ کوئی پولیس چوکی نہ ہے۔

(ب) ان تھانہ جات میں تعینات عملے کی تفصیل درج ذیل ہے۔

انسپکٹر	:	6
سب انسپکٹر	:	12
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	:	25
ہیڈ کانسٹیبل	:	14
کانسٹیبل	:	87
ٹوٹل	:	144

(ج) سال 2008 سے لے کر اب تک ان تھانہ جات میں کل 6289 مقدمات درج ہوئے ہیں جن میں سے 1862 مقدمات زیر التواء ہیں جبکہ 4427 مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

صوبہ میں گردہ فروشی کے واقعات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1696: سردار وقاص حسن موکل: کیاوزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جنوری 2012 سے جولائی 2013 تک پنجاب میں گردہ فروشی کے کتنے واقعات سامنے آئے اور کتنے مقدمات کا اندراج ہوا؟

(ب) اس عرصہ میں گردہ فروش مافیا کے کتنے افراد کو قانون کی گرفت میں لایا گیا ہے اور کتنے ملزمان کو سزا دلوائی گئی؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) صوبہ بھر میں گردہ فروشی کا کوئی واقعہ رپورٹ نہ ہوا اور نہ ہی کوئی ایسی شکایت وصول ہوئی ہے کہ جس پر مقدمہ درج کیا جائے لہذا اس ضمن میں کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔

(ب) ضلعی سطح پر تمام SDPOs/SHOs کو ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے سخت ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ صوبہ میں ایسا کوئی وقوعہ رونما ہونے کی صورت میں فوری کارروائی کرکے ملوث ملزمان کے خلاف مروجہ قوانین کے تحت سخت کارروائی عمل میں لائیں۔

ضلع فیصل آباد: پولیس مقابلوں کی تفصیلات

*1918: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) یکم جنوری 2013 سے آج تک ضلع فیصل آباد کی حدود میں کتنے پولیس مقابلے کس کس تھانہ کی حدود میں ہوئے؟

(ب) ان پولیس مقابلوں میں کن کن پولیس ملازمین نے حصہ لیا، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ان مقابلوں میں کتنے ملزمان مارے گئے، کتنے زخمی ہوئے اور کتنے فرار ہوئے؟

(د) کیا ان پولیس مقابلوں کی اصلی یا نقلی ہونے کی انکوائری کروائی گئی اگر ہاں تو کتنے مقابلے نقلی ثابت ہوئے؟

(ہ) کس کس پولیس مقابلہ کی انکوائری ابھی زیر کارروائی ہے اور یہ کب تک مکمل ہو گی؟

(و) نقلی پولیس مقابلہ پر کن کن پولیس ملازمین کے خلاف کیا کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) یکم جنوری 2013 سے لے کر آج تک ضلع فیصل آباد میں 26 پولیس مقابلے ذیل تھانہ جات کی حدود میں ہوئے:

1۔	تھانہ جھنگ بازار	2۔	تھانہ گلبرگ
3۔	تھانہ پیپلز کالونی	4۔	تھانہ مدینہ ٹاؤن
5۔	تھانہ سرگودھا روڈ	6۔	تھانہ چک جھمرہ
7۔	تھانہ بٹالہ کالونی	8۔	تھانہ سمن آباد
9۔	تھانہ صدر	10۔	تھانہ صدر تاندلیانوالہ

11۔ تھانہ ماموں کانجن 12۔ تھانہ صدر سمندری
13۔ تھانہ سٹی جڑانوالہ 14۔ تھانہ صدر جڑانوالہ
15۔ تھانہ روڈالہ روڈ 16۔ تھانہ کھرڑیانوالہ
17۔ تھانہ بلوچنی۔

(ب) تفصیل نام افسران وملازمان مع عہدہ وگریڈوار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مقابلوں میں بیس ملزمان ہلاک ہوئے، چار ملزمان زخمی ہوئے اور چالیس ملزمان فرار ہوئے۔

(د) جن پولیس مقابلہ جات میں ڈاکو ہلاک ہوئے کے اصل یا نقلی ہونے کے بابت جوڈیشل انکوائری کروانے کے لئے فوراً تحرک کیا جاتا ہے۔یکم جنوری2013 سے لے کر آج تک چار جوڈیشل انکوائری ہائے کے فیصلہ جات ہوئے ہیں جو جوڈیشل انکوائری کے مطابق تمام پولیس مقابلے اصل ثابت ہوئے ہیں۔

(ہ) یکم جنوری2013 سے لے کر آج تک کے پولیس مقابلہ جات کی بابت صرف ایک مقدمہ نمبر568 مورخہ13۔09۔12 جرم186/353/324 ت پ AO13/20/65 تھانہ صدر جڑانوالہ کی جوڈیشل انکوائری بعدالت جناب سید الیاس صاحب سینئر سول جج جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں زیر سماعت ہے جبکہ مقدمات کی جوڈیشل انکوائری کروانے کے لئے درخواست ہائے جناب آئی جی صاحب پنجاب کو بھجوائی جا چکی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ابھی تک کوئی بھی پولیس مقابلہ جعلی ثابت نہ ہوا ہے۔

لاہور: چوروں سے برآمد ہونے والی موٹر سائیکلیں فروخت کرنے والے کانسٹیبل کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*2059: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماہ نومبر2011 میں مسروقہ موٹر سائیکلیں سرکاری ملازمین کو سستے داموں بیچنے والے کانسٹیبل کے خلاف ایس ایس پی ڈسپلن اینڈ انسپکشن لاہور نے محکمانہ کارروائی کی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جس کانسٹیبل نے موٹر سائیکلیں بیچیں اس کا نام شفقت علی تھا اور وہ موٹر سائیکل سکواڈ علاقہ اقبال ٹاؤن لاہور میں تعینات تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کانسٹیبل چوروں سے برآمد ہونے والی موٹر سائیکلیں سرکاری ملازمین کو سستے داموں بیچ دیتا تھا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اینٹی موٹر سائیکل سکواڈ نے ایلیٹ فورس کے ایک کانسٹیبل ظہیر سے چوری کی موٹر سائیکل برآمد ہونے کے بعد یہ کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ کانسٹیبل کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی، اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) جی ہاں! کانسٹیبل محمد اشفاق C/13843 کے خلاف مسروقہ موٹر سائیکلیں سرکاری ملازمین کو سستے داموں بیچنے پر جناب ڈی ایس پی / ایس ایس پی صاحب لاہور نے محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے محکمہ پولیس سے برخاست کیا۔

(ب) جی نہیں! موٹر سائیکلیں بیچنے والے کانسٹیبل کا نام محمد اشفاق C/13843 تھا اور وہ انٹی موٹر سائیکل لفٹنگ سٹاف سول لائن ڈویژن میں تعینات تھا۔

(ج) دوران انکوائری سابقہ کانسٹیبل محمد اشفاق C/13843 نے کانسٹیبلان ظہیر اشرف C/18742 اور کانسٹیبل شفاقت علی C/13728 کو فروخت کرنا ثابت ہوا ہے۔

(د) دوران انکوائری کانسٹیبل ظہیر اشرف C/18742 متعینہ ایلیٹ فورس کو اور کانسٹیبل شفاقت علی C/13728 آپریشن ونگ تھانہ اقبال ٹاؤن لاہور کو موٹر سائیکل فروخت کرنا ثابت ہوا ہے۔

(ہ) دوران انکوائری سابقہ کانسٹیبل محمد اشفاق C/13843 متعینہ AMCLS سول لائن ڈویژن لاہور گنہگار پایا گیا۔ مذکورہ کانسٹیبل کو گنہگار ہونے کی بناء پر محکمہ ہذا سے برخاست کیا گیا۔

لاہور: تھانہ ہنجروال وچو کی مرغزار میں پولیس ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2144: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چوکی مرغزار اور تھانہ ہنجروال لاہور میں کتنے ایس آئی اور اے ایس آئی کام کر رہے ہیں،ان کے نام،عہدہ، گریڈ اور پتاجات بتائیں؟

(ب) ان میں سے کس کس ملازم کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی ہو رہی ہے، ان کے نام،عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) جن ملازمین کے خلاف لوگوں کے گھروں میں بغیر قانون/قاعدہ کے داخل ہونے کی شکایات ہیں۔ان کے نام،عہدہ اور گریڈ بتائیں اور ان کے خلاف یہ شکایات کس کس نے درج کروائی ہیں؟

(د) کیا حکومت ان ملازمین کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول/داخلہ (کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) تھانہ ہنجروال اور چوکی مرغزار میں آپریشن ونگ کے SI-04 اور ASI-08 تعینات ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تھانہ ہنجروال اور چوکی مرغزار کالونی آپریشن ونگ کے کسی پولیس آفیسر کے خلاف قانونی/محکمانہ کارروائی نہ ہو رہی ہے تاہم ناقص گرفتاری POs کی بابت شوکاز نوٹس جاری کئے گئے ہیں۔

(ج) تھانہ ہنجروال اور چوکی مرغزار کالونی آپریشن ونگ کے افسران کے خلاف گھروں میں بغیر قانون/قاعدہ داخل ہونے کی شکایت موصول نہ ہوئی ہے اگر ایسی کوئی شکایت موصول ہوئی تو حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(د) حکومت یا افسران بالا کی جانب سے پولیس افسران کے تبادلہ کے احکامات موصول ہوئے تو فوری تعمیل حکم کی جائے گی۔

فیصل آباد: قبضہ گروپوں کے خلاف مقدمات کا اندراج و دیگر تفصیلات

*2145: میاں طاہر: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2013 سے آج تک فیصل آباد شہر کے کس کس تھانہ میں قبضہ گروپوں کے خلاف پرچہ جات درج ہوئے، ایف آئی آر کے نمبرز اور جن افراد کے خلاف یہ مقدمہ جات درج ہوئے ان کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(ب) کیا ان ایف آئی آرز / مقدمہ جات کی تفتیش مکمل ہو چکی ہے تو کتنے مقدمہ جات جھوٹے ثابت ہوئے اور کتنے مقدمہ جات سچ ثابت ہوئے؟

(ج) ان میں سے کس کس مقدمہ کے ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں، کتنے اور کون کون سے مقدمہ جات کے ملزمان مفرور ہیں؟

(د) کیا حکومت مفرور ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) سال 2013 میں ضلع فیصل آباد میں کسی بھی تھانہ میں قبضہ گروپوں کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔

(ب) NIL

(ج) NIL

(د) چونکہ کسی قبضہ گروپ کے خلاف ضلع فیصل آباد میں سال 2013 میں کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا اس لئے کوئی مفرور نہیں ہے جس کی گرفتاری کے لئے کوشش کی جائے۔

فیصل آباد: زہریلی شراب پینے سے اُنیس افراد کی ہلاکت کی تفصیلات

*2160: میاں طاہر: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماہ اگست 2013 میں فیصل آباد شہر میں زہریلی شراب پینے سے اُنیس افراد ہلاک ہو گئے۔ یہ واقعہ کس تھانہ کی حدود میں ہوا اور اس میں کون کون افراد ہلاک ہوئے؟

(ب) اس سانحہ کے ذمہ داران کون کون سے افراد کو ٹھہرایا گیا اور کس کس کو اس سانحہ میں گرفتار کیا گیا؟

(ج) اس سانحہ پر محکمہ پولیس نے کیا ایکشن لیا اور اس کے ذمہ داران کون کون سے سرکاری ملازم ٹھہرے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی بیان کریں؟

(د) اس سانحہ کا مقدمہ کس تھانہ میں کن کن دفعات کے تحت درج ہوا؟

(ہ) کیا ضلعی حکومت فیصل آباد یا صوبائی حکومت نے اس سانحہ میں ہلاک ہونے والے افراد کے وارثان کی کوئی مالی مدد کی ہے اگر ہاں تو کتنی کی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) درست ہے۔ یہ وقوعہ تھانہ بٹالہ کالونی کی حدود میں ہوا۔ جس میں ذیل افراد ہلاک ہوئے۔

1۔ قیصر ولد بشیر سکنہ وارث پورہ گلی نمبر 2،
2۔ عنایت عرف نیامت مسیح ولد شانا مسیح سکنہ گلی نمبر 5 وارث پورہ،
3۔ ندیم ولد بوٹا مسیح سکنہ برکت پورہ گلی نمبر 1،
4۔ سجاد علی عرف شیخ لکا ولد عبدالطیف قوم انصاری سکنہ برکت پورہ گلی نمبر 2،
5۔ سلیمان ولد عبدالستار سکنہ راجہ پارک گلی نمبر 2،
6۔ محمد شہباز ولد محمد سلیم سکنہ ذوالفقار کالونی وارث پورہ،
7۔ گلزار عرف باباہیرو ولد غلام محمد قوم چیر سکنہ محلہ جیلانی ستیانہ روڈ،
8۔ ہارون عرف نونا ولد یوسف مسیح سکنہ وارث پورہ،
9۔ ندیم مسیح ولد سعید مسیح سکنہ گلی نمبر 3 برکت پورہ A بلاک،
10۔ رضا ولد رمضان قوم راجپوت سکنہ گلی نمبر 2 پروفیسر بلاک شالامار پارک،
11۔ قمر مسیح ولد لارنس مسیح سکنہ گلی نمبر 4 برکت پورہ،
12۔ رشید ولد منیر جٹ سکنہ گلی نمبر 3 دستگیر کالونی فیصل آباد،
13۔ اعجاز ولد عبدالرشید قوم گجر سکنہ گلی نمبر 4 وارث پورہ غربی،
14۔ یعقوب مسیح ولد عزیز مسیح سکنہ گلی نمبر 3 برکت پورہ،
15۔ رانا رزاق ولد رانا بشیر قوم راجپوت سکنہ گلی نمبر 3 محلہ وارث پورہ،
16۔ شہزاد ولد عبدالوکیل قوم راجپوت سکنہ گلی نمبر 2 محلہ برکت پورہ،
17۔ عمران ولد عبدالرشید قوم گجر سکنہ گلی نمبر 4 وارث پورہ،
18۔ جارج مسیح ولد پیٹر مسیح سکنہ برکت پورہ گلی نمبر 4،
19۔ شہباز ولد منیر احمد سکنہ چشتیہ پارک گلی نمبر 5۔

(ب) اس سانحہ میں ذیل افراد کو ذمہ دار ٹھہرا کر گرفتار کیا گیا۔

1۔ بابر عرف لنگڑا مسیح ولد نور مسیح قوم عیسائی سکنہ گلی نمبر 6 وارث پورہ،
2۔ ظفر عرف کالا ولد جیمس مسیح سکنہ گلی نمبر 3B داؤد نگر،
3۔ حبیب اللہ ولد عبداللہ قوم آرائیں، سکنہ روشن والی جھال فیصل آباد،
4۔ محمد ارشد ولد حبیب اللہ قوم آرائیں سکنہ روشن والی جھال فیصل آباد،
5۔ یونس مسیح ولد یوسف مسیح سکنہ گلی نمبر 6 وارث پورہ،
6۔ سنی ولد فرانسسز قوم عیسائی سکنہ گلی نمبر 6 وارث پورہ،
7۔ ارشاد عرف بھٹو مسیح ولد میگی سکنہ گلی نمبر 3 محلہ داؤد نگر،
8۔ ماجد عرف نائی ولد غفور مسیح سکنہ گلی نمبر 4 محلہ براکت پورہ۔

(ج) اس سانحہ پر محکمہ پولیس نے مقدمہ نمبری 699 مورخہ 13-07-26 بجرم 302 ت پ، مقدمہ نمبر 711 مورخہ 13-07-28 بجرم 324/302 ت پ تھانہ بٹالہ کالونی درج کئے اور اس سانحہ میں کوئی سرکاری ملازم ملوث نہ پایا گیا۔تاہم انسپکٹر عابد حسین ایس ایچ او تھانہ بٹالہ کالونی کو معطل کیا گیا۔

(د) اسی سانحہ کے مقدمات نمبر 699 مورخہ 13-07-26 بجرم 302 ت پ، مقدمہ نمبر 711 مورخہ 13-07-28 بجرم 324/302 ت پ تھانہ بٹالہ کالونی میں درج ہوئے۔

(ہ) ضلعی حکومت نے اپنی سطح پر متوفیان کے ورثاء کی کوئی مالی معاونت کی ہے اور نہ ہی صوبائی حکومت کی جانب سے مالی معاونت بذریعہ ضلعی حکومت فیصل آباد عمل میں آئی ہے۔

صوبہ میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2278: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے ہیڈ کوارٹر میں کل کتنی اسامیاں کس کس کیٹیگری کی خالی ہیں؟

(ب) صوبہ پنجاب میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے کل کتنے مراکز ہیں۔یہ مراکز کن کن اضلاع میں ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر کے دس یونٹس اور انسٹیٹیوٹ میں کل 50 فیصد انتظامی و دیگر اسامیاں خالی ہیں؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان خالی اسامیوں کو حکومت کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تحفظ ماحول/داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو میں کل 74 اسامیاں خالی ہیں کیٹیگری وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے کل چھ مراکز ہیں۔ یہ مراکز ضلع لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد اور سیالکوٹ میں ہیں۔

(ج) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے صوبہ بھر میں چھ یونٹس کام کر رہے ہیں جن میں چالیس فیصد انتظامی و دیگر اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

(د) 1تا10 سکیل پر بھرتی پر گورنمنٹ نے پابندی لگا رکھی ہے ان میں سے ضروری اسامیوں کو پر کرنے کے لئے بھرتی میں نرمی کے لئے حکومت پنجاب کو متحرک کیا گیا ہے جبکہ دیگر اسامیوں پر بھرتی بذریعہ PPSC عمل میں لائی جائے گی۔

لاہور:13۔2012 میں گاڑی چوری کے مقدمات و برآمدگی کی تفصیلات

*2911: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) Anti Car Lifting Department کے مطابق سال13۔2012 میں کتنی گاڑیاں چوری ہوئیں اور کتنی چوری شدہ برآمد ہوئیں؟

(ب) لاہور میں Anti Car Lifting Department کے سٹاف کی کارکردگی اور برآمدگی کتنے فیصد رہی؟

(ج) تھانہ شالامار لاہور میں 2012۔12۔01تا2013۔06۔30 گاڑی چوری کے کتنے مقدمات کا اندراج ہوا، ان کی ایف آئی آر ز، گاڑی نمبرز کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) ان گاڑیوں کی برآمدگی کے لئے کون کون سے پولیس اہلکاران وافسران تفتیش کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ سے آگاہ کریں؟

(ہ) ان میں سے کتنی گاڑیوں کی برآمدگی ہوئی اور کیا یہ گاڑیاں ان کے مالکان کے حوالے کر دی گئی ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

(و) کتنی گاڑیاں ایسی ہیں جو ابھی تک برآمد نہیں ہوئی ہیں، اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ز) ان گاڑیوں کی برآمدگی کروانے کے لئے متعلقہ تفتیشی پولیس اہلکاران نے کون کون سے مثبت اقدامات اٹھائے، ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ح) مذکورہ تھانہ کے متعلقہ ایس پی (Anti Car Lifting) نے ان گاڑیوں کی برآمدگی کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) سال 2012 ضلع لاہور میں 1943 کاریں چوری ہونا پائی گئی ہیں جبکہ اسی عرصہ کے دوران شعبہ AVLS لاہور نے 1294 مقدمات ٹریس کر کے ان مقدمات میں چوری شدہ کاریں برآمد کیں۔ اسی طرح سال 2013 کے دوران 1898 کاریں چوری ہونا پائی گئی ہیں۔ اسی عرصہ کے دوران شعبہ AVLS لاہور نے 1025 مقدمات ٹریس کر کے ان مقدمات میں چوری شدہ کاریں برآمد کیں۔

(ب) عرصہ زیر بحث میں شعبہ AVLS سٹی لاہور کی برآمدگی متعلق مسروقہ وہیکلز تقریباً 60 فیصد رہی ہے۔

(ج) تھانہ شالامار لاہور میں مورخہ 2012-12-01 تا 2013-06-30 تک کل 15 گاڑیاں چوری ہونے کے متعلق مقدمات درج ہوئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان گاڑیوں کی برآمدگی کے متعلق شعبہ AVLS سول لائن ڈویژن لاہور کے افسران سب انسپکٹر مہدی حسن، اے ایس آئی امجد حسین، اے ایس آئی غلام رسول، اے ایس آئی محمد اقبال اور دیگر ملازمان پر مشتمل ٹیم کوشاں ہے۔

(ہ) عرصہ زیر بحث میں تھانہ شالامار لاہور سے چوری ہونے والی گاڑیوں میں سے تین گاڑیاں برآمد کی جاکر حوالے اصل مالکان کی جاچکی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) عرصہ زیر بحث میں تھانہ شالامار لاہور سے چوری ہونے والی گاڑیوں میں سے 14 گاڑیاں تاحال برآمد نہ ہوئی ہیں جو نامعلوم چور چوری کر کے لے گئے۔

(ز) ان گاڑیوں کی برآمدگی کے لئے ضلع لاہور کے داخلی و خارجی راستوں پر ناکہ بندی کروائے جانے کے ساتھ ساتھ دیگر اضلاع میں بھی حسب ضابطہ چیکنگ کروائی جارہی ہے۔

(ح) سرقہ شدہ گاڑیوں کی برآمدگی کے سلسلہ میں شعبہ AVLS لاہور درج ذیل اقدامات عمل میں لائے جارہے ہیں۔

1. مقدمہ درج ہونے کے بعد فوری طور پر سرقہ شدہ گاڑی کے کوائف بذریعہ وائر لیس اناؤنس کئے جاتے ہیں تاکہ گوشت پر مامور افسران مطلع ہوسکیں۔
2. گاڑی چوری ہونے کے بعد گاڑی کے مکمل کوائف CIA / CRO کمپیوٹر میں فیڈ کروائے جاتے ہیں اور ساتھ ہی تمام سٹاف متعینہ AVLS بریف کیا جاتا ہے۔

3. علاوہ ازیں دیگر اضلاع کی پولیس کو خصوصاً ACLC سٹاف کو بھی مسروقہ گاڑیوں کے مکمل کوائف نوٹ کروائے جاتے ہیں۔
4. AVLS سٹاف لاہور افسران بالا کی اجازت سے دیگر اضلاع پولیس کی معاونت سے مسروقہ گاڑیوں کی چیکنگ بذریعہ ٹیم دیگر اضلاع میں بھجوائی جاکر عمل میں لائی جاتی ہے۔
5. اپنی مدد آپ کے تحت وہیکلز ہائے میں ٹریکرز لگوائے گئے ہیں جو مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر کھڑی کی جاتی ہیں اور ان کی supervision کے لئے افسران بھی مامور کئے گئے ہیں۔
6. ریلوے حکام اور SHO صاحب تھانہ ریلوے سٹیشن لاہور کے ساتھ میٹنگ کی گئی ہے کہ ایسی وہیکلز ہائے جو دیگر اضلاع کے لئے ٹرینوں پر بک کی جاتی ہیں ان کو شعبہ AMCLS/AVLS لاہور کو چیک کروایا جائے جو تاحال یہ پریکٹس جاری ہے۔
7. آل پاکستان گڈز ٹرانسپورٹ یونین اور آل پاکستان ٹرک ڈرائیورز یونین کے عہدہ داران کے ساتھ میٹنگ بھی کی گئی ہے کہ ایسی وہیکلز ہائے جو دیگر اضلاع کے لئے بک کی جاتی ہیں ان کو شعبہ AMCLS/AVLS لاہور کو ضرور چیک کروایا جائے۔ تاکہ اس بات کا پتا لگایا جا سکے کہ وہیکلز چوری شدہ تو نہ ہے۔
8. اہم شاہراؤں خصوصاً موٹروے اور جی ٹی روڈ کے داخلی وخارجی راستوں پر بھی ناکہ بندی کی جاتی ہے۔
9. ضلع لاہور کے پارکنگ سٹینڈز جہاں سے وہیکلز چوری ہونا پائی جاتی ہیں۔ وہاں سفید پارچات میں ملازمان مامور کئے جاتے ہیں اور چیکنگ عمل میں لائی جاتی ہے۔

صوبہ میں ٹائر جلانے پر پابندی عائد کرنے کی تفصیلات

*3041: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں احتجاج کرنے والے افراد سڑکوں کو ٹائر جلا کر بلاک کرتے ہیں جس سے آلودگی میں اضافہ ہو رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹائروں کے خطرناک دھوئیں سے بے شمار افراد کینسر اور دوسرے امراض کا شکار ہو رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹائر جلانے پر پابندی عائد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) یہ درست ہے کہ اکثر احتجاج کرنے والے ٹائر جلا کر سڑکوں کو بلاک کر دیتے ہیں جس سے آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے تاہم انتظامیہ فوری طور پر موقع پر پہنچ کر ٹائروں کو لگی آگ بجھاتی ہے تاکہ آلودگی میں اضافہ نہ ہوسکے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ٹائروں کا دھواں خطرناک ہے اور بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔

(ج) پیرا (ج) کے بارے میں تحریر ہے کہ چونکہ ٹائر جلنے سے آلودگی پیدا ہوتی ہے اور یہ بذات خود ایک جرم ہے لیکن دیئے گئے سوال میں چونکہ احتجاج کا ذکر ہے تو ان حالات میں اگر کوئی دوران احتجاج ٹائر جلاتا ہے تو باقاعدہ ان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

راولپنڈی میں 13-2012 میں ڈکیتی کی وارداتوں سے متعلقہ تفصیلات

28: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راول ٹاؤن راولپنڈی میں سال 13-2012 میں قتل، ڈکیتی، اغواء برائے تاوان، گاڑی چوری اور عورتوں کے ساتھ زیادتی کے کتنے کیسز کا اندراج ہوا؟

(ب) مذکورہ بالا واقعات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے، کتنے ملزمان کے چالان عدالتوں میں پیش ہوئے اور ان کو سزائیں ہوئیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلع ہذا کے راول ڈویژن میں دوران سال 2012 قتل کے 38، ڈکیتی کے 8، اغواء برائے تاوان تین، گاڑی چوری کے 324 اور عورتوں سے زیادتی کے 17 مقدمات درج ہوئے جبکہ سال 2013 میں قتل کے 76، ڈکیتی کے 12، گاڑی چوری کے 421، عورتوں سے زیادتی کے 12 مقدمات درج ہوئے۔ تاہم اغواء برائے تاوان کا کوئی مقدمہ درج نہ ہوا۔

(ب) مذکورہ بالا واقعات میں قتل کے 247، ڈکیتی کے 70، اغواء برائے تاوان کے 12، گاڑی چوری کے 167، عورتوں سے زیادتی کے 46 ملزمان کو گرفتار کر کے ان کے خلاف چالان عدالت ہائے مجاز میں بھجوائے گئے ہیں۔ اب تک قتل کے مقدمات میں 16 ملزمان، اغواء

برائے تاوان کے چھ ملزمان، کارچوری کے اٹھارہ ملزمان، عورتوں سے زیادتی کے چار ملزمان اور ڈکیتی کے ایک ملزم کو سزا ہوئی۔

گوجرانوالہ میں ماڈل تھانوں سے متعلقہ تفصیلات

30:جناب محمد توفیق بٹ: کیاوزیرداخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) گوجرانوالہ میں کتنے ماڈل تھانے ہیں؟

(ب) کیاعام تھانوں اور ماڈل تھانوں کے مالی اخراجات میں کوئی فرق ہوتا ہے؟

(ج) کیا کبھی ان ماڈل تھانوں میں کسی بھی ممبر اسمبلی کو ان کی کارکردگی کے متعلق بریف کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے؟

(د) کیاماڈل تھانوں کے قیام کے بعد جرائم میں دوسرے تھانوں کی نسبت کمی واقع ہوئی ہے؟

(ہ) ماڈل تھانوں کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کیاکیا سپیشل اقدامات کئے گئے، تفصیل بتائیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) گزارش ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں کل تین ماڈل تھانے ہیں۔
(تھانہ کینٹ، تھانہ ماڈل ٹاؤن اور تھانہ صدر کامونکی)

(ب) ماڈل تھانوں میں آپریشنل فنڈ مبلغ 60000 روپے ماہانہ آتا ہے جس سے تھانہ میں آنے والے سائلان کو چائے، بوتل وغیرہ سے تواضع کی جاتی ہے حوالات میں بند ملزمان کو کھانا اسی فنڈ سے کھلایا جاتا ہے مزید تھانہ کی مرمت کا کام بھی اسی فنڈ سے کروایا جاتا ہے۔

(ج) جب بھی کوئی ممبر اسمبلی یا وزراء صاحبان تشریف لاتے ہیں ان کو ماڈل تھانوں کی کارکردگی کے متعلق بریف کیا جاتا ہے۔

(د) جی ہاں! ماڈل تھانوں کے قیام کے بعد دوسرے تھانوں کی نسبت جرائم میں کمی واقع ہوئی ہے۔

(ہ) ماڈل تھانوں کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے گشت کے نظام کو مؤثر بنایا گیا ہے جس کے لئے ہر ماڈل تھانہ کو تین گاڑیاں اور 17 موٹر سائیکلز دی گئی ہیں جس سے روزانہ کی بنیاد پر جگہ و مقام بدل کر ناکہ بندی کی جاتی ہے اور موٹر سائیکل گشت مؤثر انداز میں کی جاتی ہے۔PO کی

گرفتاری کے لئے ٹاسک فورس بنائی گئی ہے۔ماڈل تھانوں میں پڑھالکھاقابل اور بااخلاق عملہ تعینات کیاگیاہے۔

سرگودھا:سال13-2012میں ہونے والے جرائم سے متعلقہ تفصیلات

42:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیاوزیرداخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھامیں سال13-2012میں قتل،ڈکیتی،اغواء برائے تاوان،گاڑی چوری اور عورتوں کے ساتھ زیادتی کے کتنے کیسز کااندراج ہوا؟

(ب) مذکورہ بالاواقعات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے،کتنے ملزمان کے چالان عدالتوں میں پیش ہوئےاوران کوسزائیں ہوئیں،مکمل تفصیل سےایوان کوآگاہ کیاجائے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ):

(الف) سال2012کے دوران ضلع ہذامیں درج ہونے والے مقدمات کی تفصیل ذیل ہے:

قتل	ڈکیتی	اغواء برائے تاوان	گاڑی چوری	عورتوں کے ساتھ زیادتی
213	119	02	63	74

سال2013کے دوران ضلع ہذامیں درج ہونے والے مقدمات کی تفصیل ذیل ہے:

قتل	ڈکیتی	اغواء برائے تاوان	گاڑی چوری	عورتوں کے ساتھ زیادتی
227	116	05	72	79

(ب) سال2012کے دوران ضلع ہذامیں درج ہونے والے مقدمات میں ملزمان گرفتار کر کے ان کے خلاف چالان عدالت میں پیش کئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

قتل	ڈکیتی	اغواء برائے تاوان	گاڑی چوری	عورتوں کے ساتھ زیادتی
526	272	03	26	108

سال2013کے دوران ضلع ہذامیں درج ہونے والے مقدمات میں ملزمان کوگرفتار کر کے ان کے خلاف چالان عدالت میں پیش کئے گئے،جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

قتل	ڈکیتی	اغواء برائے تاوان	گاڑی چوری	عورتوں کے ساتھ زیادتی
477	129	12	13	107

(سزا)سال2012

قتل	ڈکیتی	اغواء برائے تاوان	گاڑی چوری	عورتوں کے ساتھ زیادتی
110	35	Nil	05	23

(سزا)سال2013

قتل	ڈکیتی	اغواء برائے تاوان	گاڑی چوری	عورتوں کے ساتھ زیادتی
92	26	Nil	04	11

پولیس لائن سرگودھا سے متعلقہ تفصیلات

55: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیاوزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس لائن سرگودھا میں ضلعی حکومت کی طرف سے تعمیر کئے جانے والے ڈسپوزل ورکس کی تعمیر حکام کی عدم توجہی کی وجہ سے درمیان میں ہی چھوڑ دی گئی ہے؟

(ب) حکومت مذکورہ ڈسپوزل کی جلد از جلد تکمیل کو یقینی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں، وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) پولیس لائن سرگودھا میں ڈسپوزل ورکس کی تعمیر جاری نہ تھی جو حکام کی عدم توجہی کی وجہ سے درمیان میں چھوڑ دی گئی ہو۔ اندریں بارے ضلعی آفیسر بلڈنگ سے استفسار کیا گیا جنہوں نے تحریری طور پر جواب دیا ہے کہ محکمہ پولیس کے متعلق تعمیر کا کام ضلعی محکمہ بلڈنگ کے متعلقہ نہ ہوتا ہے لہذا صوبائی محکمہ بلڈنگ سے دریافت کیا جائے۔

لہذا ایکسئین بلڈنگ پنجاب ضلع سرگودھا سے دریافت کیا گیا جو ایس ڈی او بلڈنگ پنجاب سرگودھا نے تحریری جواب دیا ہے کہ پولیس لائن سرگودھا میں ڈسپوزل ورکس کی کوئی سکیم زیر تعمیر نہ ہے۔

(ب) پولیس لائن سرگودھا میں کوئی ڈسپوزل ورکس کی تعمیر جاری ہی نہ تھی۔

راجن پور میں محکمہ پولیس کے زیر استعمال گاڑیاں اور ان کے اخراجات کی تفصیلات

56: سردار علی رضا خان دریشک: کیاوزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راجن پور میں محکمہ پولیس کی کل کتنی گاڑیاں ہیں یہ کون کون سے افسران کے زیر استعمال ہیں، مکمل تفصیل پولیس سٹیشن وار، پولیس چوکی وار اور پولیس موبائل وار الگ الگ بتائی جائے؟

(ب) مالی سال 14۔2013 میں POL کی مد کتنی رقم مختص کی گئی، کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور کتنی رقم بقایا ہے؟

(ج) مالی سال 14۔2013 میں گاڑیوں کی R&M کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی اور کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) مطلوبہ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب)	الاٹمنٹ	-/12,27,27,000روپے
	کل خرچہ	-/12,27,23,000روپے
	بیلنس	-/4000روپے
(ج)	الاٹمنٹ	-/92,81,000روپے
	خرچ	-/74,24,300روپے
	انکم ٹیکس / سیلز ٹیکس	-/18,56,200روپے
	کل خرچ	-/92,80,500روپے
	بیلنس	-/500روپے

ڈی جی خان اور راجن پور کے اضلاع میں بی ایم پی کی اسامیاں ودیگر تفصیلات

116: جناب احمد علی خان دریشک: کیاوزیر داخلہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بی ایم پی کے اغراض ومقاصد اور ذمہ داریاں کیا ہیں؟

(ب) ضلع وار تمن کی کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں اسامی وار بتایا جائے نیز ان خالی اسامیوں پر کب تک بھرتی کی جائے گی، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) ضلع وار آخری دفعہ بھرتی کب ہوئی؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) بارڈر ملٹری پولیس قبائلی علاقہ میں پولیس فورس کے طور پر کام کرتی ہے، لاء اینڈ آرڈر کی ذمہ داریاں پوری کرتی ہے غیر قانونی بارڈر کراسنگ کو روکنا اور بوقت ضرورت دوسری فورسز کی امداد کرنا۔

(ب) بارڈر ملٹری پولیس راجن پور میں خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ بھرتیوں کا عمل حکومت پنجاب کی جانب سے اجازت ملنے پر شروع کیا جائیگا۔

(ج) بارڈر ملٹری پولیس راجن پور میں آخری بار بھرتی 1989-12-21 کو ہوئی تھی۔

تحصیل کی سطح پر ریسکیو 1122 کی سروس شروع کرنے سے متعلقہ تفصیلات

262: جناب آزاد علی تبسم: کیاوزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت تحصیل کی سطح پر 1122 ریسکیو سروس شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل چک جھمرہ میں ابھی تک ریسکیو 1122 سروس شروع نہ کی گئی ہے؟

(ج) حکومت کب تک متذکرہ بالا تحصیل میں 1122 سروس شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) جی ہاں!

(ب) چک جھمرہ میں ایمرجنسی رسپانس مختلف حادثات کی صورت موجودہ ریسکیو سٹیشن بمقام کھڑ یانوالہ سے فراہم کیا جارہا ہے جو کہ چک جھمرہ سے صرف 10 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

(ج) چک جھمرہ میں اب تک 550 حادثات کی صورت میں لوگوں کو ریسکیو کیا جاچکا ہے. جہاں تک تحصیل میں 1122 کے آغاز کا تعلق ہے تو وہ فیزیبلٹی اور موجودہ ریسکیو سٹیشن کے فاصلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جائے گا جس کے لئے ضروری ہے کہ دو ریسکیو سٹیشنز کا درمیانی فاصلہ 45 سے 50 کلو میٹر سے کم نہ ہو۔

صوبہ بھر میں پولیس سٹیشنوں سے متعلقہ تفصیلات

280: محترمہ نبیرہ عندلیب: کیاوزیر داخلہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کون کون سے ماڈل اور وومن پولیس سٹیشن ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) پنجاب کے ماڈل اور وومن پولیس سٹیشنوں میں کون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں نیز کیا تمام تھانوں میں یکساں سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام ماڈل اور وومن تھانوں میں جنریٹر کی سہولت میسر ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تمام ماڈل تھانوں میں جنریٹر کی سہولت دینے کے ساتھ ساتھ یکساں سہولیات دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) ضلع لاہور میں کتنے وومن پولیس سٹیشن ہیں اور ان میں تعینات نفری کی تعداد کتنی ہے کیا یہ نفری مقررہ strength کے مطابق پوری ہے اگر نہیں تو اس کو کب تک پورا کر دیا جائے گا؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) صوبہ پنجاب کے تمام 36 اضلاع میں ماڈل پولیس سٹیشن واقع ہیں جن کی کل تعداد 100 ہے اور ان کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ بھر کے تمام ماڈل پولیس سٹیشنز میں انفارمیشن ٹیکنالوجی equipment جس میں CCTV کیمرے، کمپیوٹر، پرنٹرز، سکینرز اور بمطابق ایس او پی نئی گاڑیاں اور موٹر سائیکل مہیا کئے گئے ہیں جبکہ تمام ماڈل پولیس سٹیشن میں نیا فرنیچر مہیا کیا گیا ہے نیز ان کی عمارت کی تزئین و آرائش بھی کی گئی ہے۔

(ج) صوبہ بھر کے 100 ماڈل پولیس سٹیشن میں سے 63 سٹیشنز پر جنریٹر کی سہولت موجود ہے۔ باقی ماندہ ماڈل پولیس سٹیشن پر جنریٹر کے لئے PITB کوشاں ہے۔

(د،ہ) پنجاب حکومت صوبہ بھر میں عوام کی فلاح کے لئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لارہی ہے اور جون 2015 تک تمام ماڈل پولیس سٹیشن پر یکساں سہولیات فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری فیضان خالد ورک صاحب! آپ نے کوئی بات کرنی تھی۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ میں on the floor of the House اِدھر ایک دن اسی پولیس اور لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بولا تھا جس کے بعد مجھے punish ملی۔ اس punish پر میں آپ کو چند الفاظ میں کچھ بتانا چاہوں گا کہ میں نے ایک بزرگ انسپکٹر جو ضعیف ہو چکے ہیں ان کی گوجرانوالہ سے شیخوپورہ range change کروانی تھی۔ میں اُن کے پاس گیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کن کے پاس گئے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! آئی جی آفس میں ایڈیشنل آئی جی صاحب کے پاس گیا تو انہوں نے مختصر الفاظ میں کہا کہ "آپ وہی شخص ہیں جو on the floor of the house ہمارے خلاف بات کر رہے تھے"۔ میں نے تو یہی کہا تھا کہ قانون کو قانون کا کام کرنا چاہئے۔ لاء اینڈ آرڈر کی

صورتحال کو بہتر کرنا چاہیئے۔ میں نے کوئی اپنی ذات کے لئے نہیں کہا تھااور وہی شخص جس نے مجھے کہا کہ یہ کام ہو ہی نہیں سکتااور ممکن ہی نہیں ہے تو وہی کام very next day کسی اور بندے نے جاکر بڑا easily approach کر کے کروا لیا۔ کام صرف یہ تھا کہ ایک بزرگ اور ضعیف آدمی کی range change ہونی تھی جو کہ next day range بھی change ہوئی اور posting بھی ہوئی۔ مجھے صرف یہ بتادیں کہ ادھر floor پر بولنا آیا گنہگاری ہے، پہلی بات ہے کہ یہ غلط ہے کیااس کی سزا ہمیں ملنی چاہئے، یہ کیا بات ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ چودھری صاحب! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق لے آئیں جو کہ کمیٹی میں بھجوادی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق لے کر آئیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! یہاں بولنے پر punish مل گئی تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ چودھری صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق لے کر آئیں جسے کمیٹی کے حوالے کیا جائے گا۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں یہ بات یہاں سب کے notice میں لانا چاہ رہا تھا کہ بولنے سے یہ ہوتا ہے اور۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ چودھری صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق اس حوالے سے لے کر آئیں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری سرفراز افضل: شکریہ۔ جناب سپیکر! سانحہ شکریال ہوا تو میں چاہوں گا کہ ایک تو وہاں پر ہونے والی casualties پر فاتحہ خوانی کی جائے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: فاتحہ خوانی ہم نے کل کر لی تھی۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! آج چونکہ وزیر داخلہ صاحب یہاں پر موجود ہیں اور ان کا تعلق بھی راولپنڈی ڈویژن سے ہے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ مہربانی فرما کر راولپنڈی کی سکیورٹی صورتحال پر خصوصی توجہ دیں اور جو پوسٹیں عرصہ دراز سے خالی ہیں انہیں fill کیا جائے۔ راولپنڈی پولیس کے انتظامی معاملات کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ unsatisfactory ہیں لہذا ان پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

پوائنٹ آف آرڈر

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار اپنی اپنی نشستوں پر کھڑی ہو کر پوائنٹ آف آرڈر پکارنے لگیں)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

معزز ممبران اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ خاص طور پر میں خواتین سے مخاطب ہوں۔ اگر انہوں نے یہی روّیہ رکھا تو میں کسی کو بھی floor نہیں دوں گا۔ اپنی باری پر بات کریں۔ جی، شیخ صاحب فرمائیں!

اسمبلی روایت کے مطابق سوالنامہ اجلاس منعقد ہونے سے ایک روز قبل جاری کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آج پھر میرا صفحہ 31 پر سوال تھا جو کہ ایک سال کے بعد آیا ہے اور یہ سوال گاڑیوں کی چوری کے بارے میں تھا۔ میں نے بارہا عرض کیا ہے کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جس کا سوال ہو اسے ایک دن پہلے نہ بتایا جائے اور جنہوں نے جواب دینا ہو انہیں آٹھ دن پہلے بتایا جائے کہ یہ سوال آ رہے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ Rules نکال لیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ not for publication اس کا مطلب ہے کہ پریس کو نہیں جائے گا۔ آپ اس بات پر ذرا غور کریں کہ اگر اس ایوان کو اسی طرح بے توقیر کرنا ہے اور لوگوں کا interest اسی لئے ختم ہوا ہے کہ اگر کوئی معزز ممبر کوئی معاملہ اٹھاتا ہے، میں دعوے سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہ سوال take up ہوتا، میں اپنے بھائی وزیر داخلہ کو ایک ایسی تجویز دیتا جس سے گاڑیوں کی چوری 90 فیصد رک جاتی لیکن میں نے بارہا یہ کہا کہ اگر کسی کا بھی سوال آ رہا ہے تو اسے ایک دن پہلے اور یہ اس اسمبلی کی tradition رہی ہے کہ سوالنامہ ایک دن پہلے distribute

ہوتا تھا۔ اگر نااہلیت کا اس طرح defense کرنا ہے تو یہ بڑا ظلم ہے اور میں اسی لئے آپ کو بتاتا ہوں کہ Legislative Council جب بنی تھی، آپ میری بات سنئے اس ملک کے لئے آپ کے بھی بڑوں کی قربانیاں ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس کے بعد آپ میری بھی بات سنیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی بھی بات سنوں گا۔ جب Legislative Council بنی تھی تو آج میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں اور ایوان میں بیٹھے ہوئے بہت سے معزز ممبران کو اس بات کا علم ہے، میری بات سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں۔ میں اس طرح کیا بات کر سکتا ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ آپ بات کریں، میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہیں احساس ہونا چاہئے۔ بات یہ ہے کہ Legislative Council جب بنی تھی تو گورے کا دماغ خراب نہیں تھا کہ اس نے سیکرٹریٹ کے اندر اس کا دربار ہال بنایا اور سب سیکرٹریوں سے کہا کہ جب تک اس کا اجلاس ہوگا وہ موجود رہیں گے۔ آج یہاں پر ہمیں کسی سیکرٹری سے ملنا پڑتا ہے، خدا کی قسم یہ جذبات ہیں، میرا اگر اس سے ذاتی تعلق ہے تو وہ مل جائے گا ورنہ نہیں ملے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اللہ آپ کو مزید عزت دے۔ آپ اس ایوان کی وجہ سے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ جتنے میرے وزراء بھائی یہاں بیٹھے ہیں یہ بھی ایوان کی وجہ سے ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر میں یا کوئی بھی ممبر کوئی اچھی بات یا عوام کے فائدے اور لوگوں کی ویلفیئر کے لئے کچھ کرنا چاہتا ہے تو اسے بُرا سمجھا جاتا ہے۔ اب یہ سوال جو ایک سال کے بعد آیا ہے جس کے اندر اتنے مبہم جواب دیئے گئے ہیں تو میں یہ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں اور آپ کے بھی علم میں ہے کہ جو گاڑیاں recover بھی ہو جاتی ہیں، وہ بھی کس کے استعمال میں ہوتی ہیں، وہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ وہ کون استعمال کرتا ہے اور وہ اصل مالکان کو نہیں ملتیں، بہت کم ملتی ہیں اور لوگ رو دھو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ particular میں اس سوال کے بارے میں عرض نہیں کر رہا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ جیسے پہلے سوالنامہ distribute ہوتا تھا آپ صرف وہ کر دیں کیونکہ یہاں تک پہنچنے کے لئے ایک عام ممبر کو "پل صراط" پار کرنا پڑتا ہے، چار جگہ

گاڑی چیک ہوتی ہے، کبھی ڈگی دیکھتے ہیں اور کبھی کچھ دیکھتے ہیں۔ پھر ہمارے اور بھی معاملات ہیں، کوئی روٹی روزگار کا بھی میں نے کام کرنا ہے اور اس کے بعد آنا ہے پھر اپنے حلقے کی یا لوگوں کی بات جو بھی میں کر سکتا ہوں وہ کرنی ہے۔

جناب سپیکر! اگر آپ اس ایوان کی عزت اور respect میں اضافہ چاہتے ہیں اور یقیناً آپ چاہتے ہیں۔ آپ کے لئے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ چاہتے ہیں تو خدا کے لئے ایسا کیجئے کہ انتظامیہ کو ایک message دیجئے کہ یہ جو لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں یہ ذمہ دار ہیں پہلے اللہ کو بھی جواب دہ ہیں اور پھر اپنے حلقے میں جواب دہ ہیں تو خدا کے لئے ہمارا خیال کیجئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ گزشتہ اسمبلی میں لاء منسٹر رانا ثناء اللہ خان تھے تو انہوں نے ایک دن on the floor of the House وعدہ فرمایا تھا کہ دو چار سیکرٹریز ہر روز اسمبلی اجلاس میں موجود ہوا کریں گے، پورے محکمے نہ آئیں لیکن دو چار سیکرٹری ضرور آ جائیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ چالیس پچاس محکمے ہیں جن پر کوئی discussion بھی نہیں ہوتی اور پتا نہیں کس مشکل سے کوئی سوال آ جاتا ہے تو اس ممبر کو اس کا پتا نہیں ہوتا تو وہ کیا جواب دے گا؟ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ جس کا سوال ہے اسے پتا ہی نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اب میری بات سنیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج جمعہ ہے اور 9:00 بجے کا وقت اجلاس شروع کرنے کا ہم نے رکھا تھا اور آپ 10:50 بجے تشریف لائے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ اس میں میرا کیا قصور ہے؟ جب آپ نے سوال دیا ہے اور آپ کو پتا ہے کہ صبح یہ take up ہونا ہے کیونکہ ہم ایک دن پہلے ایجنڈا circulate کرتے ہیں اور میں 9:00 بجے کا آیا بیٹھا ہوں اور پانچ معزز ممبران کے ساتھ ہم نے اجلاس شروع کیا ہے۔ یہ آپ کی اور ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اگر آپ نے اس ایوان کو چلانا ہے تو پھر آپ لوگ وقت پر تشریف بھی لے کر آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں جب 9:00 بجے سے پانچ منٹ پہلے آیا تو اس دن اجلاس 10:15 بجے شروع ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر اس دن سپیکر اپنے چیمبر میں موجود نہیں تھے تو اس کے ذمہ دار پھر سپیکر ہیں۔ اگر آپ ہی نہ آئیں تو سپیکر کیلئے ایوان میں آکر بیٹھ جائیں تو بتادیں پھر کل سے ہم ایسے ہی شروع کر دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس بات کو مانتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں مانتا ہوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ ہر ممبر کا سوال اس کو پہلے دے دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس کے لئے ایک سپیشل کمیٹی بن گئی ہے اور رولز میں ہم ترامیم کر رہے ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! رولز میں ترامیم کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت جلد ہم۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب بہت قابل آدمی ہیں اور میں ابھی نکال دیتا ہوں کہ رولز میں ترمیم کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میری بات سنیں۔ بہر حال یہ ہم سب کے لئے بہتر ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر کمیٹی بن گئی ہے تو پھر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، شیخ صاحب! اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ نہیں ہوتا۔ میری بات سنیں کہ آپ کا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ آپ وقت پر آجایا کریں۔

(اس موقع پر تمام معزز خواتین ممبران حزب اقتدار پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہو گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: No point of order کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

(اس مرحلہ پر کئی معزز مرد ممبران حزب اقتدار بھی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے یہ تو بیٹھیں، کیا ہو گیا ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں معزز ممبران پنجاب اسمبلی کے قانون استحقاقات کے متعلق بات کرنا چاہ رہی ہوں۔۔۔ (شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: اگر خاموشی اختیار کی جائے گی تو میں سن سکتا ہوں۔ اگر خاموش ہو جائیں تو آپ کی بات سن سکتا ہوں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرے ساتھ تمام معزز ممبران اظہار یکجہتی کے لئے کھڑے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خیریت ہے، کیا ہوا ہے؟

قانون استحقاقات میں دیئے گئے استحقاق کے تحت
ممبران اسمبلی کی تنخواہ بڑھانے کا مطالبہ

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں سیکشن 3 کی بات کر رہی ہوں کہ:

3(4) **The salary mentioned in sub-section** (1) shall automatically be increased by the Government in proportion to the increase in the salary of the civil servants.

جناب سپیکر! جوں جوں سول سرونٹ کی تنخواہیں بڑھیں گی تو ہماری تنخواہ میں بھی اضافہ ہو گا۔ 2006 کے بعد ابھی تک ہماری تنخواہوں میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اسی حوالے سے میری بھی تحریک استحقاق تھی۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں نے اسی حوالے سے بل بھی پیش کیا تھا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"تنخواہوں میں اضافہ نامنظور" کی آوازیں)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ کرتے کیا ہیں کہ ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ تنخواہیں بڑھانے کی ضرورت نہ ہے اور میں اس چیز کی مخالفت کرتا ہوں۔ (شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ میری بات سنیں گے۔ محترمہ! میری ایک بات سنیں کہ کل بھی یہاں پر بات ہوئی تھی اور فتیانہ صاحب کی اس حوالے سے تحریک استحقاق بھی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں سوموار کو سیکرٹری قانون اور سیکرٹری خزانہ کو بلایا ہوا ہے تو میں ان سے update لیتا ہوں اور انشاء اللہ سوموار کو اس پر بات کر کے میں ایوان کو بتاؤں گا۔ اب آپ سارے تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کوئی suggestion دینا چاہتی ہیں؟

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا:جناب سپیکر !میں آپ سے گزارش یہ کرنا چاہ رہی ہوں کہ improve governanceاس حکومت کی بڑی ترجیح ہے اگر آپ نے governance کوimproveکرنا ہے تو آپ کو اپنیpolicy making بھیimproveکرنی ہے آپ نے اچھے لوگ لے کر آنے ہیں جو اس وقتsalary structureہےاُس میںprofessionalلوگوں کے پاس encouragement نہیں ہے کہ وہ اگرlegislationمیں حصہ لیں اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمLegislators جو ہیں ہم ہر طبقہ جو صوبہ میں ہے اُس کوrepresentکر رہے ہیں اُس میں middle classبھی ہے اور lower middle classبھی ہے اگر ہمsalary structureاس طرح کے رکھیں گے جو ابھی ہمارے پاس ہیں تو اُن لوگوں کو کبھیincentiveنہیں ملے گا کہ وہ آئیں اور اپناrole playکر سکیں اس فورم پر جو کہ اس صوبہ کے لئےpolicy makingکر رہا ہے تو میرے خیال سےequityکی وجہ سے باقی صوبوں نے بھیsalaries بڑھائی ہیں،equity بھیrequireکر رہی ہے اور آپ کی technical reasons بھی ہیں کہ آپsalaries بڑھاتے جائیں اور آپ کیimproved governanceکا جو objectiveہے وہ attain اسی طرح ہوگا کہ ہمencourageکریں professional and technocraticلوگ آئیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی، محترمہ!میں نے آپ کی بات سن لی ہے، سوموار والے دن میں نے سب اتھارٹیز کو بلالیا ہے۔

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر:شیخ صاحب! میرے خیال میں اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس پر بات نہ کریں تو زیادہ بہتر ہے، سوموار والے دن آپ بھی میرے چیمبر میں آجائیں۔بہت شکریہ

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔(شوروغل)

جناب قائم مقام سپیکر:چیمہ صاحب!میں نے اس پر بات کر لی ہے،آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!یہ مفاد عامہ کے لئے ممبران اکٹھے نہیں ہوتے ہیں اور اپنی تنخواہوں کے لئے اکٹھے ہو گئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:چیمہ صاحب!بہت شکریہ

میاں طاہر: جناب سپیکر! [*******]

جناب قائم مقام سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 30/15 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔ محترمہ اپنی تحریک التوائے کار پڑھ دیں۔

لاہور میں مریضوں کی تعداد کے لحاظ سے ہسپتالوں میں سہولتوں کا فقدان

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 8۔جنوری 2015 کی خبر کے مطابق پنجاب کے صوبائی دارالحکومت میں پچھلے پچیس سالوں میں کوئی نیا بڑا سرکاری ٹیچنگ ہسپتال نہ بن سکا۔ اس کے باعث شہر کے گیارہ ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں روزانہ 14ہزار سے زائد آنے والے مریضوں میں 60 فیصد کو علاج کی سہولتیں نہیں ملتیں۔ آبادی اور مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ایک بیڈ پر بارہ مریضوں کی شرح نکلتی ہے جبکہ ہسپتال کی ایمرجنسی میں سرجنز اور پروفیسر کی تعیناتی آج تک نہیں ہو سکی۔ ہسپتالوں میں آنے والے انتہائی نگہداشت کے مریضوں کو سینئر رجسٹرار پی جی ٹرینیز ہی چیک کرتے ہیں۔ ہسپتالوں کے ایم ایس صاحبان نے سہولتوں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے مکمل اقدامات نہیں کئے۔ معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے میو ہسپتال 2000، جناح ہسپتال 1800، گنگارام ہسپتال 1500، سروسز ہسپتال 1300، جنرل ہسپتال 1600 چلڈرن ہسپتال 1600، پی آئی سی ہسپتال 400، لیڈی ایچی سن 300، لیڈی ولنگڈن ہسپتال 400 اور گلاب دیوی ہسپتال 900، شیخ زید ہسپتال میں 300 کے قریب مریض روزانہ ایمرجنسی میں آتے ہیں۔ مگر ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں دل کے مریضوں کے لئے پرائمری انجیو پلاسٹی کی سہولت بھی دستیاب نہیں۔ کالے یرقان، خون کی الٹیاں کرنے والے مریضوں کے لئے اینڈوسکوپی اور ویریو اینڈوسکوپی کی سہولت کا بھی فقدان ہے۔ گردے کے عارضہ میں مبتلا مریضوں کے لئے ڈائیلسز کی سہولت دستیاب نہیں۔ حادثے کے شکار ہونے والوں کو وینٹی لیٹرز دستیاب نہیں ہوتا

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جبکہ پاگل کتے کے کاٹے کی ویکسین کسی بھی ٹیچنگ ہسپتال میں موجود نہیں۔ جان بچانے والے ٹیکوں کی عدم فراہمی ایمر جنسی میں ایک بڑا مسئلہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ حکومت پنجاب نے دو سو beds پر مشتمل شاہدرہ ہسپتال خطیر رقم سے بنایا ہے جس کو فاطمہ جناح میڈیکل کالج کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔ اس ہسپتال میں سی ٹی سکین سمیت تمام جدید سہولیات مریضوں کو فراہم کی جارہی ہیں۔ اس ہسپتال کے قیام سے شیخوپورہ، گوجرانوالہ مرید کے، نارنگ منڈی اور نارووال تک مریض استفادہ کررہے ہیں، میو ہسپتال سمیت دیگر ہسپتالوں کی ایمر جنسی پر کافی حد تک بوجھ کم ہوا ہے۔ اس کے علاوہ کوٹ خواجہ سعید ہسپتال، محمد نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ اور سید مٹھا ہسپتال کو بھی تدریسی ہسپتالوں کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ یہ بات درست نہ ہے انجیو پلاسٹی کی سہولت میسر نہ ہے بلکہ یہ سہولت جناح ہسپتال پی آئی سی لاہور اور میو ہسپتال میں دستیاب ہے۔ جہاں تک اینڈوسکوپی کا تعلق ہے وہ تمام تدریسی ہسپتالوں میں موجود ہے۔ سرکاری ہسپتالوں کی Emergencies میں مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اس بات کا ثبوت ہے کہ ایمر جنسی میں مریضوں کو خاطر خواہ سہولیات مفت فراہم کی جارہی ہیں۔ حکومت پنجاب محکمہ صحت ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے ایڈہاک پر بھرتی شروع کردی گئی ہے جبکہ نرسز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے 1450 نرسوں کی اسامیوں کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا جارہا ہے جہاں پر اس وقت اُن کے انٹرویو ہورہے ہیں۔ اسی طرح پیرا میڈیکل سٹاف کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے بھی بھرتی پر سے پابندی اُٹھالی گئی ہے انشاء اللہ طریق کار کے مطابق تمام عملہ کی بہتر طریقے سے recruitment کرکے عوام کی سہولت کے لئے بہتری کا بندوبست کیا جارہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس حوالے سے میں نے ایک گزارش کرنی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری میرے ساتھ ابھی چلیں کہ چلڈرن ہسپتال میں ایک بیڈ پر چھ چھ بچے لیٹے ہوئے ہیں تو یہ جو میں نے ان کو point out کیا ہے یہ پہلے بھی point out کیا تھا تو انہوں نے یہی جواب دیا تھا کہ ہم کررہے ہیں اور

ابھی ہو رہا ہے۔اس بات کو چھ ماہ گزر گئے ہیں تو kindly یہ کب تک اس طرح کرتے رہیں گے وہاں اسی طرح بچے ایک دوسرے کے ساتھ infection catch کر لیتے ہیں اور وہ اموات کا شکار ہو رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 32/15 بھی محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے اس تحریک التوائے کار کو پڑھ دیں۔

لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں مشینری کی خرابی

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" لاہور مورخہ 7۔جنوری 2015 کی خبر کے مطابق سرکاری ہسپتالوں میں خراب مشینری کو ٹھیک کرانے کے لئے لمبا طریق کار اختیار کرنے کے باعث مریض علاج معالجے کی سہولتوں سے محروم ہونے لگے اور آئے روز خراب مشینری ٹھیک نہ ہونے پر قیمتی جانوں کا ضیاع ہونے لگا۔ سرگودھا ہسپتال میں نومولود بچوں کی ہلاکت خراب مشینری کی وجہ بن سکتی ہے لاہور کے 9 ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ ہسپتالوں میں خراب مشینری کوڑا کرکٹ کی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ میو ہسپتال، جناح ہسپتال، گنگا رام ہسپتال، چلڈرن ہسپتال، سروسز ہسپتال، جنرل ہسپتال میں الٹرا ساؤنڈ، ایکسرے مشین، سی ٹی سکین، ای سی جی، وینٹی لیٹرز، میمو گرافی، ایم آر آئی، خون کے ٹیسٹ میں استعمال ہونے والی متعدد مشینیں درجنوں کی تعداد میں خراب ہیں۔ سرکاری ہسپتال میں خراب مشینری کو ٹھیک کرانے کے لئے جو طریق کار اختیار کیا جاتا ہے اس سے خراب پڑی پڑی مشینوں کی عمر پوری ہو جاتی ہے۔ بعض مشینیں ٹھیک کرانے کے لئے ایسے طریقے سے گزرتی ہیں کہ مشین کی لائف ختم ہو جاتی ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں مشینوں کو ٹھیک کرنے کے لئے maintenance anti repair کا شعبہ ہی موجود نہیں۔ گزشتہ کئی برسوں سے سرکاری ہسپتالوں کے ایم ایس صاحبان اور ٹیچنگ ہسپتالوں کے پرنسپلز صاحبان نے بائیو میڈیکل انجینئرز کے شعبے کی طرف توجہ نہیں دی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! سرکاری ہسپتالوں میں تمام مشینیں تین تا پانچ سال کی وارنٹی کے ساتھ خریدی جاتی ہیں مذکورہ عرصہ میں

مشین خراب ہونے کی صورت میں سپلائی کردہ فرم یاتو مشین نئی فراہم کرتی ہے یامفت مرمت کر دینے کی پابند ہوتی ہے کیونکہ مشین کی کل قیمت میں چالیس تا ساٹھ فیصد حصہ warrantee کے عرصہ میں سروس یا مرمت کا ہوتا ہے۔ حال ہی میں محکمہ صحت نے ایسی کچھ کمپنیوں کی نشاندہی ہونے پر انہیں blacklist بھی کیا ہے اور دیگر کمپنیوں کی prequalification کا عمل بھی شروع کر دیا ہے تاکہ صرف مالی طور پر مستحکم اور انجینئر نگ مرمت اور سروس کی سہولیات سے آراستہ کمپنیاں ہی مشینری فراہم کر سکیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہسپتال میں علاج معالجہ کے لئے دو بڑے شعبے ادویات اور مشینری ہیں جو ڈاکٹر اور پیرامیڈیکل سٹاف کو علاج کے حوالے سے مدد فراہم کرتے ہیں۔ادویات کے شعبے میں محکمہ صحت پنجاب کے پانچ سو سے زائد pharmacist کام کر رہے ہیں جبکہ مشینری کے شعبہ سے متعلق بائیو میڈیکل انجینئر کی تعداد صرف سترہ ہے جس میں سے صرف تین مستقل بنیادوں پر کام کر رہے ہیں جبکہ دیگر contract کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں جو کہ ناکافی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی متعلقہ کمپنیاں ہیں ان سے رابطہ کر کے یہ کمی پوری کی جائے گی۔ محکمہ صحت مزید بائیو میڈیکل انجینئر کی تعیناتی کا ارادہ رکھتا ہے اور اس سلسلہ میں جلد محکمہ خزانہ کی سفارشات کے مطابق کام کیا جائے گا۔ موجودہ دور کی جدید ترین کمپیوٹرائزڈ مشینری فراہم کرنے والی کمپنیاں ہی ان متعلقہ مشینری کو مرمت کر سکتی ہیں لیکن بائیو میڈیکل انجینئر supplier کی نگرانی کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہیں۔ چونکہ ڈاکٹر حضرات بھی ان مشینوں کی خرابیوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور سپلائی کرنے والی کمپنیاں بآسانی درست طور پر ان کی خرابی دور کر سکتی ہیں۔ Warrantee کا عرصہ ختم ہونے پر مشینریوں کی مرمت اور maintenance contract کیا جاتا ہے جس کے لئے پہلے سے بجٹ مختص کر دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ہسپتالوں کے سربراہان بجٹ مختص کرانے میں تاخیر کرتے ہیں جس وجہ سے یہ مشین بروقت چالو نہیں ہوتی۔ اس معاملے پر سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ مروجہ قواعد کے مطابق اور اپنے اپنے طریق کار کے مطابق جتنی بھی خراب شدہ مشینیں ہیں ان کو درست طور پر maintain رکھا جائے اور عوام کی سہولت کے لئے بہتر اقدامات کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 33/15 میاں طارق محمود کی ہے۔

گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ نوشہرہ ککے زئی کی بلڈنگ مکمل ہونے کے باوجود فنکشنل نہ ہونے کی وجہ سے اہل علاقہ کو پریشانی کا سامنا

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ نوشہرہ ککے زئی تحصیل پسرور کی بلڈنگ پچھلے دو سال سے مکمل ہو چکی ہے، انسٹیٹیوٹ functional نہ ہونے کی وجہ سے عمارت تباہ ہو رہی ہے۔ عمارت میں کئی مرتبہ چوری کی وارداتیں بھی ہو چکی ہیں جس کے باعث انسٹیٹیوٹ کا قیمتی سامان بھی چوری ہو چکا ہے۔ اطلاعات کے مطابق مذکورہ انسٹیٹیوٹ کی SNE بھی مکمل ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود کلاسز کا اجراء نہیں کیا جا رہا ہے۔ جب ضلعی انتظامیہ سے اس بارے میں بات کی جاتی ہے تو لیت ولعل سے کام لیتے ہیں۔ اس بلڈنگ کی تعمیر پر حکومت کے لاکھوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اہل علاقہ کے مکینوں نے انتظامیہ کی سرد مہری کے خلاف بھرپور احتجاج کیا اور مطالبہ کیا ہے کہ ان کے بچوں کا مستقبل تاریک ہو رہا ہے۔ مزید تاخیر کے بغیر سٹاف کی بھرتیاں مکمل کر کے کلاسز کا اجراء کیا جائے تاکہ جس مقصد کے لئے یہ انسٹیٹیوٹ بنایا گیا ہے اس کے ثمرات غریب عوام تک پہنچ سکیں اور وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلوا سکیں۔ بلڈنگ functional نہ ہونے کے باعث اہل علاقہ کے مکینوں میں حکومت کے خلاف سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک pending کی استدعا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

مسودہ قانون نصاب تعلیم اور ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب 2015

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Curriculum and Text Book Board Bill 2015. Now, Minister for Law may move the motion for the consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Curriculum and Text Book Board Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Curriculum and Text Book Board Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into the consideration at once."

There are two amendments in it. The first amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary and Mrs Khadija Umar. Any member may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

> "That Punjab Curriculum and Text Book Board Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on

the Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2015.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Curriculum and Text Book Board Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2015."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ بل بہت ہی important ہے اس کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کیونکہ یہ سلیبس سے متعلقہ ہے جس سے ہمارے بچوں کا future involve ہے۔ آج کل جو حالات و واقعات ہیں اس کے پیش نظر یہ بہت ضروری ہے کہ اس بل کو بہت سوچ سمجھ کر اور غور و فکر کر کے لایا جائے۔ اس میں ہماری چند گزارشات ہیں اگر لاء منسٹر صاحب اس پر غور کر لیں گے تو بہت اچھا ہو گا۔ چونکہ اس میں ہمارے بچوں کے مستقبل کا سوال ہے تو اگر سلیبس اچھا ہو گا، بین الاقوامی معیار کا ہو گا، بامقصد ہو گا، ہماری معاشرتی اور اسلامی روایات کو مد نظر رکھ کر بنایا جائے گا تو پھر دور جدید کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکے گا۔ اس طرح سے مستقبل میں آنے والے ہمارے بچے اپنی قابلیت کے معیار کو پا لیں گے۔ کافی عرصے سے دیکھا جا رہا ہے کہ اس ادارے میں بہت سے کرپشن، لوٹ مار اور چھپوائی کے حوالے سے cases سامنے آئے ہیں چونکہ یہ ایک important subject ہے اس لئے تمام stakeholders کو شامل کر کے ان کی رائے لی جائے اور دوبارہ سے اس کو review کیا جائے۔ اس بل کو ایسے ہی دوسرے بلوں کی طرح نہ لایا جائے جس میں ہمیں پھر بار بار تبدیلی کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ اس بل کی کلاز 25 اور 26 ہے جس میں ہے کہ گورنمنٹ rules بنائے گی اور بورڈ ضوابط بنائے گا۔ یہ بہت ہی sensitive معاملہ ہے کیونکہ قانون تو اسمبلی بنائے گی لیکن rules and regulations بورڈ بنائے گا۔ اب ہمارے ساتھ مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ rules and regulations ہمارے بیوروکریٹس کے ہاتھ میں ہوتے ہیں، وہ ایسے بناتے ہیں جس سے وہ خود طاقتور رہتے ہیں اور ہمارے اسمبلی ممبران، سیاسی حکومتیں ان کے تابع رہتی ہیں جس کی وجہ سے ہم خود کچھ نہیں بلکہ ہم

boundہو جاتے ہیں۔ ہم جس فورم پر بیٹھے ہوئے ہیں ہمارا کامlegislationکرنا ہے تو میری گزارش یہ ہو گی کہ جس طرح دوسرے صوبوں میں جیسے خیبر پختونخوامیں بھی پہلے سٹینڈنگ کمیٹی میں باقاعدہ discussionہوتی ہے،اس میں کمیوں کوتاہیوں کو دور کیا جاتا ہے اوراس کے بعد لایا جاتا ہے۔یہاں ہم اس پرdiscussionنہیں کرتے اور ہماری کمیٹیاں بے کار پڑی ہوئی ہیں ان کمیٹیوں کا کیا فائدہ جب ان کا کوئی کام ہی نہیں ہے۔یہ بہتimportantچیز ہے کہ جس طرح دوسرے صوبوں میں یہ پریکٹس ہے اسی طرح یہاں بھی چاہئے کہ پہلے کمیٹیوں میں لایا جائے،اس پر discussion ہو اور اس کی کمیوں کوتاہیوں کو دور کر کے سب کی مشاورت کے بعد اس کو لایا جائے پھر ہی اس میں بہتری آ سکتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کوimproveکرنے کی بہت ضرورت ہے کیونکہ اس ادارے میں بہت سی شکایات ہیں، بہت سیproblemsہیں، بہت سے لوٹ مار کےcasesہیں، چھپوائی کے حوالے سے cases ہیں اور اس curriculum میں ہمارے بچوں کا future involve ہے۔اس میں میری گزارش یہ ہے کہ تمام subordinates legislation کو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس لانا بہت ضروری ہے اوراس میں ایک بہت important چیز ہے جسے دیکھ کر مجھے بہت حیرانی ہوئی کہ preambleتو بہت لمبا چوڑا لکھا گیا ہے مگر اس بل کے آخر میں statement of objects and reasons کو لکھا ہی نہیں گیا جو بہت ہیimportantہے۔ہم کیوں اس بل کو پیش کر رہے ہیں، کیا ضرورت پیش آئی، وہاں پر کیا ایسے معاملات ہوئے جس کی وجہ سے ہمیں اس میں تبدیلی کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔میں جانتی ہوں کہ وہاں پر ایسے بہت سے معاملات ہیں جو واقعی بہت خوفناک ہیں لیکن پورے ایوان کو اس کا علم ہونا بہت ہی ضروری ہے کیونکہ ہم یہاں پر عوام کی بہتری کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ہم نے یہاں آنا اور آکر صرف بیٹھ کر ہی نہیں چلے جانا بلکہ ہم نے اپنی رائے دینی ہے کیونکہ ہمارا تعلقdirectعوام سے ہے۔ہمیں پتا ہے کہ وہاں پر کیاproblemsہیں۔یہsubjectبھی ایسا ہے کہ اس میں بچوں کےfutureاورcarrierکا سوال ہے۔میری گزارش یہ ہو گی کہ بل کے آخر میں statement objects and reasons کو ضرور لکھا جائے تاکہ ہم اس میں بہتری لا سکیں۔ہمیں پتا ہوتا کہ اس کے مطابق ہم ان معاملات کو دیکھ سکیں۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!یہ جوPunjab Curriculum and Text Book Board Bill 2015 پیش کیا گیا ہے اس میں ہم نےrequestکی ہے کہ کمیٹی کی سفارشات کو

circulate کیا جائے تاکہ عوام الناس اس کو دیکھ سکیں اور پرکھ سکے کیونکہ یہ ہماری نسلوں کی تعمیر کے متعلق معاملات ہیں۔ syllabus Naturally اچھا اور بامقصد ہو گا جس میں قومی اور بین الاقوامی، معاشرتی اور اسلامی روایات کو مدنظر رکھا جائے گا تو انہی چیزوں کو دیکھنے کے لئے یہ چیزیں ضروری ہیں۔

جناب سپیکر! کل میں نے اسی وجہ سے کورم کی نشاندہی کی تھی کہ ہمارے معزز ممبران کی دلچسپی نہیں تھی۔ دیکھیں! یہاں پر Bill پیش ہوا ہے اور معزز ممبران کا یہ حال ہے، خاص طور یہ ٹیکسٹ بک بورڈ کے حوالے سے ایسا Bill ہے جو آئندہ نسلوں کے پڑھنے کے حوالے سے ہے۔ معاشرے میں ایک اچھا مقام حاصل کرنے کے لئے ایک اچھا طالب علم ہونا اور اچھی تعلیم ہونا ضروری ہے اور خاص طور پر اسلامی روایات کے حوالے سے بھی دیکھا جائے تو یہ چیزیں ضروری ہیں لیکن ہماری یہ دلچسپی ہے کہ ہم اپنی تنخواہوں کو بڑھانے کے لئے تو سب اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اس وقت کورم بھی پورا نظر آ رہا تھا لیکن اب اس میں ممبران کی دلچسپی کا یہ حال ہے۔ جب گورنمنٹ کا Bill آتا ہے تو ہاتھ کھڑا کر کے سب پاس کر دیتے ہیں۔ اس میں بھی participation سے ہمیں پتا تو چلے گا کہ یہ کس نوعیت کا Bill ہے اور اس کی اہمیت کیا ہے۔ مجھے کل بھی بڑا دکھ ہوا اور اسی وجہ سے میں نے کورم point out کیا۔

کورم کی نشاندہی

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آج میں پھر کورم point out کرتا ہوں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ممبران یہاں پر موجود ہوں اور یہ ہمارا اتنا important مسئلہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے لہذا اب کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، چودھری صاحب! فرمائیں۔

مسودہ قانون نصاب تعلیم اور ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب 2015

(۔۔۔جاری)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے کورم پورا کروادیا کیونکہ میں بھی یہی چاہ رہا تھا کہ یہ لوگ یہاں پر بیٹھیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے تو پوری کوشش کی کہ کورم پورا نہ ہو لیکن کورم پورا ہو گیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ لوگ توجہ دیں، جب ابھی تنخواہوں کا معاملہ تھا تو اس وقت کورم پورا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب آپ اسی پر آجائیں تو زیادہ بہتر ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اسی پر آرہا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اس پر کہہ رہا تھا اور ہم نے اس لئے request کی ہے کہ ایک اچھا اور بامقصد سلیبس ہو جس میں بین الاقوامی، قومی، معاشرتی اور اسلامی روایات کو مدنظر رکھ کر بنایا جائے۔ اگر دیکھا جائے تو آئے دن ٹیکسٹ بک بورڈ میں جو غیر معیاری کتب کی چھپائی ہوتی ہے، سلیبس کی different categories جس میں پبلک سکول کا سلیبس کچھ ہے، اگر اس طرح معیار تعلیم کے حوالے سے دیکھا جائے تو جو ہمارے معاشرے میں برائیاں اور مسائل پیدا ہو رہے ہیں وہ یہی ہے کہ ہمارا دہرا معیار تعلیم ہے، پھر اس طرح ٹیکسٹ بک بورڈ میں چھپائی کے حوالے سے بہت سارے scandals منظر عام پر آتے ہیں، ان کی تیاری اور پیپر کا use معیاری نہیں ہوتا اور شفاف عمل احسن طریقے سے نہیں اپنایا جاتا یہی وہ وجوہات ہیں جس کی وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں پبلک کی opinion لے لی جائے۔ منسٹر صاحب تو بڑی آسانی سے کہہ دیں گے کہ ہم نے اس کو website پر ڈالا ہوا ہے۔ کم از کم اخبارات میں اشتہار دے کر لوگوں کو یہ بتایا جائے، عوام الناس کی رائے لی جائے بلکہ ممبران بھی اس میں participation کریں۔ اس کے بعد ایک اچھا، معیاری سلیبس تیار ہو سکے، ہمارے ٹیکسٹ بک بورڈ کا معیار بہتر ہو سکے اور معیار تعلیم میں جو نقائص ہیں وہ دور ہو سکیں اور ہم نے جو دہرا معیار تعلیم اپنا رکھا ہے وہ بہتر ہو سکے۔ بیکن ہاؤس جیسے جو اچھے اور بڑے سکول ہیں، ایلیٹ کلاس کے جو سکول ہیں ان کا سلیبس کچھ اور ہے، غریب کے بچے کے لئے کتابوں کا سلیبس کچھ اور ہے۔ اس معیار کو

بہتر کیا جائے تاکہ معاشرے میں دہراپن ختم ہو سکے اور معاشرے میں ایک اچھا شہری بننے کے لئے اسے پتا ہو کہ میرے کیا حقوق ہیں، میں نے کس طرح اس معاشرے میں اچھے طریقے سے جینا ہے۔ علم جو ہے وہی بہت کچھ سکھا دیتا ہے اور اس کے علاوہ اسلامی روایات کو مد نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ ہمیں ایک اسلامی ملک ہونے کی حیثیت سے اسلامی چیزوں کا بھی پتا ہونا چاہئے کہ ہم اس کو کس طرح سے پرکھ رہے ہیں۔ محض قرآن مجید کو پڑھ لینا لیکن اس کے ترجمے کا پتا نہ ہونا، اس کے الفاظوں کا صحیح پتا نہ ہونا درست نہیں ہے۔ کیا صرف رٹنے سے ہمیں اس کے concept کا پتا چل سکتا ہے؟ یہ وہ چیزیں ہیں، یہ وہ مثالیں ہیں جو میں نے یہاں پر دی ہیں، ان چیزوں کو مد نظر رکھ کر ایک اچھا معیار تعلیم قائم کرنے کے لئے، بچوں کے بہتر مستقبل کے لئے اس بل کو circulate کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے جو یہاں پر ترمیم پیش کی ہے، اس سلسلے میں بتانا چاہوں گا کہ یہ جو بل ہے اس کو بطور آرڈیننس 19۔ ستمبر 2014 کو نافذ کر دیا گیا تھا، اسی روز ہی اس آرڈیننس کو محکمہ قانون کی ویب سائٹ پر مشتہر بھی کر دیا گیا تھا اور آج تک یہ حکومتی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اس کے بعد آرڈیننس اسمبلی میں پیش ہونے پر آرڈیننس ایک بل کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ متعلقہ افراد اس قانون سے پہلے ہی باخبر ہیں اس لئے عوام کی طرف سے کوئی ایسی تجاویز نہ آئی ہیں کہ اس بل ہذا میں ترامیم کی جائیں اور اس کو مشتہر کیا جائے۔ مزید انہوں نے کمیٹی کے حوالے سے بھی بات کی ہے، سٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس میں پہلے ہی اس پر کافی غور و خوض ہو چکا ہے اس لئے مزید تشہیر کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ترمیم بلا جواز ہے اس لئے اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That Punjab Curriculum and Text Book Board Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2015."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from: Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza

Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

QAZI AHMAD SAEED: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Curriculum and Textbook Board Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 28th March 2015:
>
> 1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
> 2. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
> 3. Sardar Shahab-ud-Din Khan, MPA
> 4. Mrs Faiza Ahmed Malik, MPA
> 5. Mrs Ayesha Javed MPA
> 6. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
> 7. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
> 8. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
> 9. Dr Murad Raas, MPA
> 10. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
> 11. Mian Khurram Jahangir Wattoo, MPA
> 12. Mr Ehsan Riaz Fatyana, MPA"

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Curriculum and Text Book Board Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 28th March 2015:
>
> 1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
> 2. Sheikh Ala-ud-Din, MPA

3. Sardar Shahab-ud-Din Khan, MPA
4. Mrs Faiza Ahmed Malik, MPA
5. Mrs Ayesha Javed MPA
6. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
7. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
8. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
9. Dr Murad Raas, MPA
10. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
11. Mian Khurram Jahangir Wattoo, MPA
12. Mr Ehsan Riaz Fatyana, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! بات پھر وہیں آ جائے گی کہ اس بل میں کسی قسم کی کوئی جائز ترمیم یا رائے بھی ہو تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ اپوزیشن کی طرف سے ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ بل بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس بل سے پنجاب کے کروڑوں بچوں کا مستقبل وابستہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں سپیکر گیلری میں ہماری سینیٹر آپا نجمہ حمید صاحبہ تشریف لائی ہیں میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! کروڑوں بچوں، طالب علموں کا مستقبل وابستہ ہے کہ مختلف کلاسوں میں پڑھانے کے لئے سلیبس کیا ہونا چاہئے، کیا وہ سلیبس ہماری قومی امنگوں اور معاشرتی اسلامی اقدار کے مطابق بھی ہے یا نہیں؟ وزیر موصوف ابھی فرما رہے تھے کہ یہ بل محکمہ قانون کی ویب سائٹ پر موجود ہے، اگر موجود بھی رہا ہے تو ایک بار پھر اگر circulate کر دیا جائے تو اس میں کوئی عذر مانع نہیں ہو سکتا۔ یہ تعلیمی معاملہ ہے اور بڑا sensitive matter ہے کہ اس کو پنجاب کی عوام کے لئے مشتہر یا سلیکٹ کمیٹی کے پاس نہ بھیجا جائے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ یہ بڑا اہم اور sensitive issue ہے پہلے اس بل کو مشتہر کیا جائے کیونکہ یہ آپ کے بچوں کی تعلیم کے لئے سلیبس سلیکٹ کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد میری یہ گزارش بھی ہو گی کہ اسے سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے اور ان ترامیم پر غور و خوض کے بعد یہ بل اس اسمبلی میں پیش کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد تاخیر سے سہی لیکن بہرحال ایک صحیح سمت کے اندر یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔ اب یہ Curriculum National Level سے صوبوں کی طرف devolve ہو گیا ہے تو اس کا کوئی سسٹم وضع کیا جائے، اس سے پہلے جو نظام یہاں پر چل رہا تھا اس سلسلے میں جو میری براہ راست معلومات ہیں اس میں جو donor agencies ہیں وہ بھی intrigue کرتی ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق چیزیں induct کروانے کی کوشش کرتی ہیں۔ مجھے یاد ہے پچھلے سال جو نصاب محکمہ تعلیم نے چھاپا تھا، جماعت اسلامی پنجاب نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جس میں وہ بازار سے نصاب کو purchase کرتی ہے، اس سلسلے میں ہماری دو تین میٹنگیں بھی ہوئیں، اس کو ہم نے examine کیا اور اس پر پھر ہم نے سفارشات طے کیں۔ اس کے بعد وہ تمام سفارشات کو تحریری شکل کے اندر لا کر چیف سیکرٹری صاحب کے پاس گیا اور ان سے میں نے discuss کیا۔ انہوں نے اس پر تشویش کا اظہار کیا کہ یہ چیزیں واقعی اس کے اندر قابل اعتراض آ گئی ہیں، اس پر بات ہونی چاہئے۔ انہوں نے اس معاملے کو اتنا seriously لیا کہ انہوں نے اسی وقت اپنے پی اے سے کہا کہ سیکرٹری تعلیم سے میری بات کروائیں۔ سیکرٹری تعلیم کسی میٹنگ میں ہوں گے، پی اے نے واپسی پر میرے سامنے جواب آ کر دیا کہ وہ ایک میٹنگ کے اندر مصروف ہیں اور انہوں نے یہ message دیا ہے کہ جیسے ہی میٹنگ ختم ہوتی ہے تو میں آپ کو کال کرتا ہوں۔ چیف سیکرٹری صاحب نے واپس اسے message دلوایا کہ جس میٹنگ میں ہو اس سے باہر نکلو اور باہر نکل کر مجھ سے موبائل پر بات کرو۔ تھوڑی دیر میں سیکرٹری تعلیم کا فون آ گیا کہ جی حکم؟ چیف سیکرٹری صاحب نے سیکرٹری تعلیم سے کہا کہ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب میرے پاس بیٹھے ہیں serious concern ہے یہ ابھی آپ کے پاس آ رہے ہیں، آپ میٹنگ سے فارغ ہو کر دفتر پہنچیں اور ان کے ساتھ میٹنگ کریں۔ میں نے کہا چلیں آج یہ میٹنگ میں مصروف ہیں دو دن بعد کا ٹائم میں ان کو دے دوں گا۔ میں نے کہا کہ یہ ایجنڈا انہیں بتا دیں کہ یہ جو نصاب بنایا ہے اس پر discussion ہونی ہے لہذا یہ تیاری کر کے بیٹھیں۔ چنانچہ دو دن بعد میٹنگ کا ٹائم طے ہوا تو میں اپنی ٹیم کے ساتھ سیکرٹری تعلیم کے پاس گیا، وہ بھی چار بندوں کی ٹیم لے کر ساتھ بیٹھے اور ڈیڑھ دو گھنٹے ہماری وہ میٹنگ پنجاب سیکرٹریٹ کے اندر ہوئی محکمہ تعلیم کا جو میٹنگ روم ہے اس کے اندر ہماری میٹنگیں ہوئیں۔ وہ ساری چیزیں ہم نے ان کو دیں، سیکرٹری صاحب نے اس مسئلے کو بڑا positively لیا اور انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب ہم بھی پاکستانی

ہیں، ہم بھی مسلمان ہیں۔ واقعی آپ نے جن چیزوں پر اعتراض کیا ہے یہ قابل اعتراض ہیں۔چنانچہ اسلامیات کی وہ کتاب جو اس وقت چھپ چکی تھی اور پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے جو چیئر مین آئے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ ساڑھے چھ کروڑ روپے اس پر ہمارا خرچ ہو چکا ہے اور انہوں نے اس کو admit کیا کہ ہم اس کو واپس لیتے ہیں اور سابقہ کتاب بحال کرتے ہیں پھر دس روز کے بعد دوسری میٹنگ طے ہوئی اور اس نے کہا کہ ہم اس میٹنگ میں آپ کو اس کا update بھی دیں گے، compliance بھی دیں گے۔ دس روز بعد ہماری دوبارہ میٹنگ ہوئی اور اس میں انہوں نے پرانی کتاب لا کر دکھائی کہ اب یہ تقریباً پرنٹ ہو گئی ہے اور ہم نے پچھلی کتاب اس حوالے سے forfeit کر لی ہے اس لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ اس حوالے سے اس طرح کی ایک اتھارٹی بن جائے جو ان ساری چیزوں کو اس حوالے سے بغور دیکھے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ عرض کروں گا کہ Curriculum سے ہی قوم بنتی ہے، تعلیم نے ہی قوم کو بنانا ہے۔ اب devolution کے بعد سندھ اپنا بنائے گا، پنجاب اپنا بنائے گا، خیبر پختونخوا اپنا بنائے گا، بلوچستان اپنا بنائے گا اور وہاں جو بھی حکومتیں ہوں گی مثلاً خیبر پختونخوا میں پچھلی حکومت نے خان عبدالغفار خان صاحب کے حوالے سے چیزیں اس کے اندر شامل کرنا شروع کر دیں۔ سندھ والوں نے الطاف حسین صاحب کے حوالے سے شامل کرنا شروع کر دیں، میں اس وقت سندھ کی تنظیم ایم کیو ایم کے حوالے سے تبصرہ نہیں کرتا چونکہ serious گفتگو ہے۔ علیحدگی پسندوں نے جی ایم سید اور ڈاکٹر قادر مگسی کی چیزیں اس میں شامل کیں۔ اس کے نتیجے میں کافی مشکل معاملہ بن جائے گا اور ہمارا جو ایک پورا وفاقی سسٹم ہے جو ایک پوری قوم ہے، تعلیم کے ذریعے اس کے اندر رخنے پڑنے شروع ہوں گے۔ میں جس حلقے سے منتخب ہو کر آیا ہوں وہاں سے ایم این اے انجینئر بلیغ الرحمن صاحب کے ساتھ میرا اور ان کا آپس میں collaboration تھا give and take تھا۔ انجینئر صاحب اس وقت وزیر مملکت برائے تعلیم ہیں اس issue پر ہماری کئی دفعہ کافی serious discussion ہوئی ہے اور وہ بھی اس پر بڑے concerned ہیں۔انہوں نے کہا کہ میں اس کا بیڑا اٹھاتا ہوں کہ ہم National Curriculum Authority بنائیں پھر انہوں نے اس کے لئے میاں محمد نواز شریف سے بھی بات کی وہ بھی اس پر agree ہوئے کہ یہ بات بالکل درست ہے اور ہمیں کم از کم Curriculum کا معاملہ قومی سطح پر لانا چاہئے لیکن چونکہ اب یہ معاملہ devolve ہو گیا ہے تو اب آسان بات نہیں ہو گی۔ انجینئر صاحب نے میرے ذمے لگایا کہ ڈاکٹر صاحب چونکہ آپ

خیبر پختونخوا میں پی ٹی آئی کے ساتھ collaborate کر رہے ہیں اور آپ کے سینئر منسٹر سراج الحق صاحب جواب ہمارے امیر جماعت بھی ہیں ان سے بات کریں تو ہم اس کا بیڑا اٹھاتے ہیں۔ میں نے یہ بات ان سے کی تو انہوں نے agree کیا پھر انہوں نے یہ بات عمران خان صاحب سے بھی کی تو عمران خان صاحب بھی agree ہوئے کہ یہ بات ٹھیک ہے اور ہمیں اس کے اندر seriously کوئی محنت کرنی چاہئے چنانچہ اس کے نتیجے کے اندر یہ کاوش شروع ہوئی تو الحمد للہ خیبر پختونخوا بھی agree ہو گیا، بلوچستان بھی agree ہو گیا، پنجاب بھی agree ہو گیا، پچھلے مہینے میٹنگ ہوئی تو سندھ نے تین نمائندے بھیجے لیکن انہوں نے کہا کہ ہم یہ باقاعدہ participation نہیں کر رہے بلکہ ہمارے یہ ممبر ابھی ابتداًء آ رہے ہیں ہم اس idea سے تو agree کرتے ہیں لیکن ابھی ہماری کابینہ نے اسے approve نہیں کیا۔ ہماری کابینہ اسے دیکھے گی تو اس کے بعد ہم اس کے بارے میں کوئی approval دیں گے۔ اس حوالے سے صحیح سمت میں یہ قدم چل رہا ہے چونکہ آج اس حوالے سے بحث ہو رہی ہے لیکن میں اس پر دکھ کا اظہار کرتا ہوں کہ وزیر تعلیم ایوان کے اندر موجود نہیں ہیں ہم بار بار یہ اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ اتفاق سے حکومت کے ہاتھ گوندل صاحب آ گئے ہیں وہ ساری کی ساری تحاریک التوائے کار جو کسی بھی محکمے سے متعلق ہوں کے جواب دے رہے ہوتے ہیں حالانکہ میں اصولی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا حسن بڑھے گا کہ اگر وزیر نہیں تو کم از کم اس ڈیپارٹمنٹ کے پارلیمانی سیکرٹری آ جائیں وہ زیادہ informed ہوتے ہیں اگر آج وزیر تعلیم ہوتے تو اس حوالے سے یہ serious بات ہوتی وہ کچھ باتیں براہ راست بھی سن لیتے ورنہ کہاں ٹائم ہوتا ہے کہ یہاں سے کوئی رپورٹنگ جائے گی اور وہ اسے اس حوالے سے دیکھیں گے۔

جناب سپیکر! میں نے یہ ساری لمبی تمہید بہت ہی درد دل کے ساتھ اس حوالے سے رکھی ہے کہ اپوزیشن نے جو ترمیم دی ہے کہ اس میں ایک کمیٹی بنائی جائے مثلاً میں اس میں یہ suggest کرتا ہوں کہ ہم وفاق سے بھی ایک نمائندہ Punjab Curriculum Authority کے اندر opt کریں تاکہ اس حوالے سے ایک national harmony پیدا ہونے کی کیفیت بن سکے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ عرض کروں گا کہ ہمارے آئین کا سیکشن 2-A یہ کہتا ہے کہ اس ملک کے اندر sovereignty اللہ رب العالمین کی ہو گی اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ سات سال کے اندر اندر تمام قاعدے قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائے گا۔ اس حوالے سے یہ سیکشن 2-A operative ہے، جب اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنا ہے تو تعلیم ہی کے ذریعے ہم اپنے بچوں کو آگاہی دے

سکتے ہیں کہ رب کون ہے اور رب کو رب ماننے کے نتیجے کے اندر اس حوالے سے ایک بندے پر کیا کیا obligations عائد ہو جاتی ہیں اور اللہ کے نبی کی کیا حیثیت ہے، کیا اتھارٹی ہے اور اس کے بارے میں کیا آگاہی ہے۔ ہمارا یہ قرآن اللہ کے نبی کی جو سیرت ہے یہ کس قسم کی تعلیم ہمیں دینے کی اجازت دیتا ہے اور اس حوالے سے کس کس چیز کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ ایک اچھا خاصا لمبا معاملہ ہے۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ جو دور ہے this is the age of specialization جیسا کہ میں نے کل ایوان میں ایک موضوع پر بات کرتے ہوئے یہ عرض کیا تھا کہ ڈاکٹر فرخ صاحب میرے بھائی ہیں ہم یہاں اکٹھے ہی ساتھ ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں، میری myth ہے کہ یہ وزیر صحت کے طور پر بہت زیادہ اچھی performance دے سکتے ہیں لیکن انہیں وزیر زراعت بنایا ہوا ہے۔ میں صرف اس بات کے لئے یہ عرض کر رہا ہوں کہ دینی تعلیم کے حوالے سے ہماری یونیورسٹیز سے جو لوگ مختلف سبجیکٹس کے اندر PhDs ہو جاتے ہیں وہ اس حوالے سے معاملات کے اندر insight نہیں رکھتے۔ اس بل کے اندر پانچ افراد تو لکھے ہوئے ہیں لیکن ان کی کوئی specification نہیں رکھی گئی کہ اس میں دینی تعلیم کے حوالے سے بھی ایک دو سپیشلسٹ ہوں گے وہ نہیں ڈالے گئے۔ اس کے اندر یہ تجویز بن سکتی ہے کہ پاکستان کے اندر پانچ وفاق ہیں جن کو گورنمنٹ recognize کرتی ہے جن کی تعلیمی ڈگریوں کو باقاعدہ سرکاری ملازمت کے لئے بھی entertain کیا جاتا ہے۔ اگر ان میں سے ایک ایک نمائندہ اس بورڈ کے اندر ڈال لیتے تو اس کے نتیجے کے اندر دینی تعلیم کے حوالے سے جو یہ پہلو تشنہ رہ جاتا ہے اور بعض اوقات اس میں کچھ ایسی چیزیں آ جاتی ہیں جو اللہ کے احکامات اور رسول اللہ کی سیرت اور اس حوالے سے جو آپ کی directions الرغم چلی جاتی ہیں تو ان کا سد باب ہو سکتا تھا۔ اب اگر اس قسم کی کوئی چیزیں اس کے اندر آ جائیں گی ظاہر ہے اتھارٹی تو نیک نیتی کے ساتھ اسے ڈال رہی ہو گی لیکن جو اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کی خلاف ورزی ہو جائے گی تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا۔ اس کے بعد ہماری پوری نسل اس تعلیم کو حاصل کرے گی اور اگر اس حوالے سے کوئی غلط چیز induct ہو جائے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ذمہ داری حکومت، اس پورے ایوان اور ہم سب پر عائد ہو جائے گی کہ ہم اس ساری چیز کو facilitate کرنے کی بنیاد بنیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر یہ پہلو تشنہ رہ گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جب یہ بل ایوان میں پیش ہوا تو وہ سلیکٹ کمیٹی کے پاس چلا گیا اس میں انہوں نے recommend کیا کہ گورنمنٹ ایک ممبر کو nominate کرے گی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ تعلیم کا شعبہ بہت اہم ہے جب یہ قانون بن جائے گا تو یہی کہا جائے گا کہ یہ قانون اس اسمبلی نے پاس کیا ہے اور یہی اس کی ذمہ دار ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک آدمی کی participation جس کو گورنمنٹ nominate کرے میں اسی حوالے سے کل والی بات دوبارہ عرض کروں گا کہ جب یہ ایوان ہے تو آپ سپیکر ہیں آپ ایوان کے custodian ہیں، آپ گورنمنٹ اور اپوزیشن side کے بھی custodian ہیں۔ الحمدللہ میں بڑا اطمینان رکھتا ہوں کہ آپ بڑے اچھے طریقے سے ایوان کو چلا رہے ہیں اللہ آپ کو اس کی جزا دے۔ ظاہر ہے اگر آپ کو ڈپٹی سپیکر بنایا گیا ہے تو گورنمنٹ کے فیصلے کے تحت بنایا گیا ہے اور اس حوالے سے آپ گورنمنٹ کو بھی represent کرتے ہیں لیکن یہ اس ایوان کا حسن ہو جاتا ہے اور اس حوالے سے اس کی اتھارٹی بڑھتی ہے اور اداروں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ذمہ دار ایوان ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی اہم ترین بل ہے اگر اس میں اس ایوان کے چار پانچ ممبر ڈال دیئے جاتے دو ممبران اپوزیشن سے لے لیتے، دو گورنمنٹ بنچز سے لے لیتے اور اس میں دونوں اطراف سے ایک خاتون ممبر ہوتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں مردوں اور خواتین میں سے بہت سارے ایسے ممبر بیٹھے ہیں جو کہ سکول چلا رہے ہیں اور ایجوکیشن کا ایک پورا تجربہ رکھتے ہیں اگر ان کو اس بورڈ میں شامل کیا جائے تو یہاں ایوان کے اندر سے ایک اچھی reflection اس Curriculum Authority کو چلی جاتی۔ ہمارے لئے اس ایوان کے معزز ممبران سے interaction کرنا بڑا آسان ہوتا ہے۔ اب ایوان کے اندر منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں، ہم یہاں آپس میں discussion کر رہے ہوتے ہیں، تلخیاں بھی ہوتی ہیں لیکن جب اجلاس ختم ہوتا ہے تو ہم سب آپس میں ملتے ہیں اور problems بھی share کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ ایوان کا حُسن ہے۔ اب ہم جتنی frank discussion کسی منسٹر سے کر سکتے ہیں وہ کسی سیکرٹری سے نہیں کر سکتے۔ بیوروکریسی کا جو رویّہ ہوتا ہے اسے آج صبح شیخ علاؤالدین صاحب نے بیان کیا تھا اور معزز ممبران حزب اقتدار نے بھی ڈیسک بجا کر اس کی تائید کر دی تھی۔ ہم اپنے بھائیوں سے زیادہ بہتر طریقے سے interaction کر کے ان کو اچھی تجاویز دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے درد دل کے ساتھ آپ کی خدمت میں چار پانچ بہت ہی سنجیدہ باتیں عرض کی ہیں۔ میں معزز ممبران کا مشکور ہوں کہ انہوں نے تسلی کے ساتھ اس debate کو سماعت بھی کیا ہے۔ میں وزیر قانون سے عرض کروں گا کہ جو باتیں میں نے اور میرے بھائی قاضی احمد سعید صاحب نے point out کی ہیں اُن پر غور کیا جائے۔ آپ اس Bill کو مؤخر کر لیں اور اپنی ہی کمیٹی میں اس سارے معاملے کو revisit کر لیں۔ میں نہیں کہتا کہ آپ اس پر کوئی خصوصی کمیٹی تشکیل دیں۔ میں یہ کہوں گا کہ آپ ہماری point out کی گئی ساری باتوں کو دوبارہ discuss کر لیں اور پھر اس Bill کو مزید بہتر کر کے ایوان میں پیش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس قوم کے مستقبل کا سوال ہے۔ یہ روایتی Bill نہیں، یہ لاء اینڈ آرڈر یا صحت سے متعلق Bill نہیں بلکہ اس سے پوری نسل نے بننا ہے۔ میں مودبانہ گزارش، سفارش، التجا یا جو بھی آپ لفظ کہیں وہی کہنے کو تیار ہوں لیکن اللہ کے لئے آپ اس Bill کو واپس لے لیں۔ آپ ان ساری تجاویز کی روشنی میں اس پر دوبارہ غور کر لیں۔ بے شک اس حوالے سے اور لوگوں سے بھی inputs لے لی جائیں۔ اس طرح یہ پورے پنجاب کے لئے ایک بہتر قانون سازی ہو سکے گی۔ آپ کی بڑی مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسا کہ معزز ممبران نے بات کی ہے کہ یہ تعلیم کے حوالے سے انتہائی اہمیت کا حامل Bill ہے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد جو محکمے devolve ہوئے ہیں اس میں Curriculum and Text Book Board بھی شامل ہے اور اسی لئے یہ Bill پیش کیا گیا ہے۔ جس طرح معزز ممبر نے بتایا ہے کہ جب وفاقی حکومت تبدیل ہوئی اور میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان بنے تو اس کے بعد یہ بات وفاقی حکومت میں بالکل take up ہوئی اور اب final stage پر ہے کہ National Curriculum Board or Authority بنائی جائے گی تاکہ صوبوں کے تحفظات کو دُور کیا جائے۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی ابھی اس حوالے سے بات کرتے ہوئے خیبر پختونخوا اور سندھ حکومت کے تحفظات کا ذکر کیا ہے۔ پنجاب میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وفاقی حکومت اسی طرح National Curriculum Board or Authority بنانے کی کوشش کر رہی ہے اور انشاء اللہ وہ constitute ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! جہاں تک اس Bill کا تعلق ہے تو میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ مورخہ 19-09-2014 کو بطور آرڈیننس اس کو نافذ کیا گیا۔ اس سے پہلے بھی اس پر بڑی سیر حاصل

discussionہوئی اور بہت سے لوگ اس میں involveہوئے ہیں۔اس Billکی تیاری میں ان لوگوں نے بھی حصہ لیا کہ جن کا تعلق شعبہ تعلیم سے ہے۔اسی طرح جن لوگوں نے Curriculum Authority یا اس طرح کے دوسرے اداروں میں کام کیا تھا ان سے بھی مشاورت کی گئی ہے، lawyersبھی بیٹھے اور اس کے بعد یہ Billتیار کیا گیا ہے۔ مجلس قائمہ میں حزب اختلاف کے ممبران موجود تھے اور اس کی میٹنگز میں بھی اس Billپر تفصیلی بحث ہوئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس Billکو Select Committeeکے سپرد کرنے کی مزید کوئی ضرورت نہیں اور اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے تو ترمیم ہذا بلا جواز ہے اس لئے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Curriculum and Text Book Board Bill, 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 28th March 2015.

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
2. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
3. Sardar Shahab-ud-Din Khan, MPA
4. Mrs Faiza Ahmed Malik, MPA
5. Mrs Ayesha Javed MPA
6. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
7. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
8. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
9. Dr Murad Raas, MPA
10. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
11. Mian Khurram Jahangir Wattoo, MPA
12. Mr Ehsan Riaz Fatyana, MPA

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That The Punjab Curriculum and Textbook Board Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Clause 3 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Kh Muhammad Nizam ul Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

> That in Clause 3, in sub-Clause (5), para (m) be re-numbered as para (b) and the subsequent paras be renumbered accordingly and so renumbered para (b), be substituted with the following:
>
> "(b) two members of the Provincial Assembly, one of whom shall be a woman member, to be nominated by the Speaker, Punjab Assembly who are academicians, professionals or technocrats having known expertise relating to curricula or textbooks development;"

MR ACTING SPEAKER: The motion moved:

"That in Clause 3, in sub-Clause (5), para (m) be re-numbered as para (b) and the subsequent paras be renumbered accordingly and so renumbered para (b), be substituted with the following:

(b) two members of the Provincial Assembly, one of whom shall be a woman member, to be nominated by the Speaker, Punjab Assembly who are academicians, professionals or technocrats having known expertise relating to curricula or text Books development;"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose it.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس Clause کے تحت حکومتی Bill میں ایک بورڈ تشکیل دیا گیا ہے اور اس میں ایک ممبر صوبائی اسمبلی کو نامزد کیا گیا ہے۔ اس مقدس ایوان کے تمام معزز ممبران قابل احترام ہیں اور ہمارا اوّلین فرض اس ایوان اور اس کے معزز ممبران کی عزت کرانا ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو degrade کریں گے اور اپنی importance کو کھو دیں گے تو پھر یہ اس ایوان کے وقار کے منافی ہوگا۔ یہ بات میں اس لئے بھی کر رہی ہوں کہ ہمارے اس ایوان کے ممبر کو بالکل آخر میں لکھا گیا ہے جس سے یوں لگتا ہے کہ یہ بڑا غیر ضروری سا ہے۔ یہاں پر ہر روز تحاریک استحقاق آتی ہیں کہ ہمارے ساتھ نامناسب روّیہ اختیار کیا گیا ہے۔ اگر ہم اس مقدس ایوان اور اس کے معزز ممبران کی importance نہیں بتائیں گے تو پھر ہمارا یہی حال ہوگا۔ میری درخواست ہے کہ معزز ممبر کا نام چیئر پرسن کے نیچے آنا چاہئے اور اس کو بالکل آخر میں نہیں رکھنا چاہئے۔ میری دوسری درخواست یہ ہے کہ اس بورڈ میں دو معزز ممبران کو شامل کیا جائے اور ان کو جناب سپیکر نامزد کریں۔ اسی طرح اس بورڈ میں ایک educationist خاتون کو بھی شامل کیا جائے۔ ابھی حال ہی میں The Punjab Fair Representation of Women Bill پاس ہوا ہے۔ اگر اس بورڈ میں کسی خاتون کو ممبر نامزد نہ کیا گیا تو یہ خواتین کے ساتھ بہت زیادتی ہوگی۔ پہلے بھی بات ہوئی ہے کہ جو بھی بورڈ تشکیل دیا جائے وہ اس ایوان کے معزز ممبران کے سامنے answerable ہو۔ اگر ہم اپنی اہمیت ان کو بتائیں گے تو تب ہی

یہ ہو سکے گا،اگر ایسا نہ ہوا تو وہ ہمیں ignore کریں گے ،ہماری حیثیت کو بالکل accept نہ کریں اور ہمیں ہر روز embarrassment ہو گی۔ میری گزارش ہے کہ اس بورڈ میں خاتون ممبر کا ہونا بہت ضروری ہے اور اس کا تعلق شعبہ تعلیم سے ہونا چاہئے۔علاوہ ازیں اس بورڈ میں اس مقدس ایوان کے دو ممبران شامل کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!(3) Clause کی sub Clause (5)(j) کے تحت خواتین کو پہلے ہی اس میں متناسب نمائندگی دی جا چکی ہے۔اس میں ایک ایم پی اے کو بورڈ کا ممبر لیا گیا ہے تو اُس میں بھی ایسی کوئی قید نہیں ہے کہ خاتون یا مرد ایم پی اے ہو۔اس پر سٹینڈنگ کمیٹی میں بھی کافی بحث کے بعد finalize کیا گیا ہے اس لئے یہ ترمیم بلا جواز ہے لہذا اس کو مسترد فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That In Clause 3, in sub-Clause (5), Para (m) be re-numbered as Para (b) and the subsequent Paras be renumbered accordingly and so renumbered Para (b), be substituted with the following:
>
> (b) two members of the Provincial Assembly , one of whom shall be a woman member, to be nominated by the Speaker, Punjab Assembly who are academicians, professionals or technocrats having known expertise relating to curricula or text Books development.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais

Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

DR SYED WASEEM AKHTAR: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 3, in sub-Clause (5), the following new Para (n) be added:
>
> (n) One religious scholar to be nominated by the Ulema Council of Pakistan."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 3, in sub-Clause (5), the following new Para (n) be added:
>
> (n) One religious scholar to be nominated by the Ulema Council of Pakistan."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ مجھے اس پر کوئی لمبی بات نہیں کرنی کیونکہ میں نے ساری بات بہت ہی دردِ دل کے ساتھ سامنے رکھی ہے لیکن ظاہر ہے جتنی بھی بات عقل یا دلیل کی ہو وہ تو ماننی نہیں ہے۔ اس میں اگر ایک religious scholar شامل کر دیا جائے تو اس میں حزب اختلاف کی کالر اُونچی ہونی ہے نہ حکومت کی کالر نیچے ہونی ہے کیونکہ ہم نے اس کے اندر ایک جائز بات شامل کرانے کی کوشش کی ہے کہ تعلیم کے حوالہ سے قرآن و سنت اور اللہ کے نبی کی تعلیمات کا reflection ایک عالمِ دین ہی دے سکتا ہے۔ میں نہ یہ claim کرتا ہوں کہ میں نے درسِ نظامی کیا ہوا ہے اور میں اس کے اندر کوئی specialist ہوں۔ اس کے اندر جو specialist ہیں وہی زیادہ بہتر رائے دے سکتے ہیں۔ ہمارے دینِ اسلام کی پہلی وحی اقراء یعنی "پڑھو" سے شروع ہوئی ہے اور ہمارے پاس قرآن موجود ہے اس کا سارا تعلق پڑھنے سے ہے۔ اللہ کے نبی نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلماة کہ تمام مردوں عورتوں پر تعلیم حاصل کرنا فرض ہے یعنی ہمارا دین علم کی بات کرتا ہے اور قرآن ہمارے اندر یہ چیز اُبھارتا ہے کہ اس پر غور و خوض کرو، ارد گرد دیکھو، دنیا میں نکلو، پھرو، دیکھو،

مشاہدات کر و وغیرہ۔ابھی ہمیں رجوعہ چنیوٹ میں جو ذخائر ملے ہیں وہ کس نے بنائے ہیں،اس اسمبلی نے بنائے ہیں اور حکمرانوں نے بنائے ہیں؟وہ سارے ذخائر رب نے بنائے ہیں اور رب نے تو قرآن کے اندر لکھا ہے کہ اگر تم میرے اس دین کو لے کر آؤ گے تو میں نیچے سے رزق نکالوں اور اُوپر سے برساؤں۔مقالد سٰموٰت والارض یعنی دنیا کے اندر جتنے بھی خزانے ہیں اُس کی چابیاں اللہ رب العالمین کے پاس ہیں اور وہ کہتا ہے کہ تمہیں اس کو علم کے ذریعہ سے حاصل کرنا ہے تو اس حوالہ سے علم تو بنیاد ہے لیکن علم کی سمت درست رہنی چاہئے۔میری یا اس معزز ایوان میں جتنے ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان کی زندگی کا کوئی پتا نہیں ہے اور اس کے بعد ایک اور زندگی نے شروع ہونا ہے جس نے کبھی ختم نہیں ہونا۔ ہمارے تعلیمی نظام کے اندر اس کی reflection نہیں ہوتی تو ایک اچھی حکومت،اچھا لیڈر،اچھا راہنما دونوں aspects کو وزن دے گا تو یہ قوم اچھے طریقہ سے بنے گی اور دین کی بنیاد پر خدا خوفی پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں معاشرہ کے اندر دیانتداری کا کلچر آئے گا اور کرپشن کا کلچر ختم ہو گا۔ میں ایک ایس ایس پی کے پاس بیٹھا تھا وہ اچھا اور نیک آدمی تھا،رشوت نہیں لیتا تھا اور میرٹ پر فیصلے کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ وہ کہنے لگا ڈاکٹر صاحب!میں ڈی پی او ہوں۔ میرے اوپر کتنے check ہیں؟ میری family check ہے،آپ elected representative ہیں آپ بھی میرے اوپر check ہیں، میڈیا کا بھی میرے اوپر check ہے، intelligence agencies check ہیں، میرا اپنا ڈیپارٹمنٹ میرے اوپر check ہے ان کے علاوہ میرے اوپر آپ جتنے بھی checks لگا لیں گے لیکن اگر میری نیت کرپشن کرنے کی ہو گی تو میں کرپشن کر جاؤں گا،ان سب checks کے باوجود کرپشن کرنے کے راستے نکال لوں گا۔ مجھے کرپشن کرنے سے صرف ایک چیز روکتی ہے وہ اللہ کا خوف ہے کہ رب مجھے دیکھ رہا ہے۔اس خوف کو پیدا کرنے کا سسٹم ہمارے اس تعلیمی نظام کے اندر موجود نہیں ہے۔ میں بھی اس تعلیمی نظام میں سے پڑھ کر آیا ہوں اور آپ بھی اسی میں سے پڑھ کر آئے ہیں لیکن اس تعلیمی نظام میں دین کی تعلیمات کا reflection اُس طریقہ سے نہیں ہے۔دین و سنت کی تعلیمات کی راہنمائی علمائے کرام نے دینی ہے تو اس حوالہ سے اس کے اندر یہ بات شامل کر لیں تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟میں باقاعدہ on record میڈیا سے کہوں گا کہ آپ حذف کر دیں کہ یہ ترمیم حزب اختلاف نے پیش کی ہے۔ میرے سارے دوست اس بات کو مان لیں گے ہم اس ترمیم کو واپس لے لیتے ہیں اور منسٹر صاحب خود اپنی طرف سے یہ ترمیم پیش کر دیں کہ ہم اس کے اندر ایک عالم دین کو شامل کرتے ہیں اور ہم اس کی مخالفت نہیں کریں گے یعنی اس کو بہتر کرنا مطلوب ہے لیکن یہ ابھی مخالفت برائے مخالفت کی

بھینٹ چڑھ جائے گا اور منسٹر صاحب نے اُٹھ کے رٹے رٹائے جملے پڑھ دیتے ہیں کہ یہ کمیٹی میں discuss ہوا، ہم نے website پہ ڈال دیا، لوگوں نے discuss کر دیا اور ظاہر ہے کسی عالم دین کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ باراک اوباما پاکستان کو کھا نہیں جائے گا وہ آدم خور آدمی نہیں ہے۔ ہمیں اپنے نظام کو خود چلانا ہے اور ہم اپنی مذہبی تعلیمات کے حوالہ سے مغرب سے کیوں ڈرتے ہیں؟ امریکہ اپنے بجٹ کے اندر عیسائیت کے فروغ کے لئے باقاعدہ رقم رکھتا ہے اور اس حوالہ سے ہمارے اوپر قدغنیں ہیں۔ میں اس بحث کو نہیں چھیڑنا چاہتا لیکن میں دوبارہ repeat کرتا ہوں کہ ہم اس ترمیم کو واپس لے لیتے ہیں یہ on record آ جائے گا اور آپ یہ ترمیم پیش کر دیں کہ ہم اس کے اندر ایک عالم دین شامل کر رہے ہیں، ہم اس کو قبول کرتے ہیں۔ بس یہی میری مختصر سی استدعا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس میں معزز ممبر کو یہ بتانا چاہوں گا کہ مختلف کلاسوں کے دس سے زیادہ مضامین ہوتے ہیں اُس میں اسلامیات اور عربی کے مضامین میں already علمائے کرام سے راہنمائی اور ماہرانہ رائے لینے کے بعد اُس کا curriculum develop کیا جاتا ہے تو اس لئے میں یہاں پر یہی کہوں گا کہ یہ ترمیم بلاجواز ہے اس کو مسترد فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That in Clause 3, in sub-Clause (5), the following new Para (n) be added:

(n) one religious scholar to be nominated by the Ulema Council of Pakistan."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

QAZI AHMAD SAEED: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 6, in sub-Clause (2), for the words "if he", the words "after affording him an opportunity of being heard and if it is established that he." be substituted.

MR ACTING SPEAKER: The motion move is:

"That in Clause 6, in sub-Clause (2), for the words "if he", the words "after affording him an opportunity of

being heard and if it is established that he." be substituted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قاضی صاحب!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! اس بل کی مختلف Clauses میں اپوزیشن کی طرف سے بڑی سیر حاصل بات کی گئی خصوصاً ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے بات کی۔ اس بل کی یہ Clause چیئر پرسن، ممبر اور ایم ڈی کو ہٹانے سے متعلق ہے۔ اگر ان کو ہٹانا بھی مقصود ہو تو یہ ترمیم لائی جانی چاہئے کہ ان کو موقع فراہم کیا جائے۔ ہماری تجویز یہی ہے کہ ان کو اپنی صفائی کا موقع ملنا چاہئے اور انہیں سننا چاہئے تاکہ کسی قسم کی ناانصافی کا شبہ نہ رہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ اس Clause میں یہ ترمیم شامل کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! مذکورہ ترمیم کی ضرورت نہ ہے کیونکہ حکومت اپنی رائے کسی پر ٹھوس بنیاد پر ہی قائم کرے گی نہ کہ کسی غیر منطقی یا غیر قانونی بنیاد پر کرے گی اس لئے ترمیم ہذا بلاجواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That in Clause 6, in sub-Clause (2), for the words "if he", the words "after affording him an opportunity of being heard and if it is established that he" be substituted.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Kh Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Ehsan Riaz Fatyana and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

MR EHSAN RIAZ FATYANA: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 8, for Para (a) of sub-Clause (1), the following be substituted:

(a) Chairperson of the Board to be elected in the first meeting of the Council by the members,."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 8, for Para (a) of sub-Clause (1), the following be substituted:

"(a) Chairperson of the Board to be elected in the first meeting of the Council by the members,."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی ضروری Bill ہے۔ اس ملک کو اس کی کافی عرصہ سے ضرورت تھی کیونکہ ہمارے ہاں بہت زیادہ disparity پہلے ہی پائی جاتی ہے کہ different

curriculum پڑھایا جاتا ہے۔ ہمارے public institutions اور private institutions کی وجہ سے ہمارے بچوں میں بہت زیادہ disparity create ہو رہی ہے۔ یہ حکومت کا بہت اچھا قدم ہے جو اٹھایا گیا ہے کیونکہ education system میں کوئی بھی backbone curriculum ہوتا ہے۔ اسی سے ہمارے بچوں کو پڑھنا ہے اور قوم کا مستقبل اسی نے define کرنا ہے۔ یہ بہت اچھی چیز ہے کہ گورنمنٹ نے آخرکار یہ initiative لیا ہے کہ quality education آسکے اور ہم اپنے بچوں کو آگے لے کر چل سکیں۔

جناب سپیکر! میں نے جو ترمیم دی ہے اس کا بہت ضروری emphasis ہے۔ آپ دیکھیں کہ Advisory Council کیوں بنائی گئی ہے، اس کا اصل مقصد جہاں تک مجھے سمجھ آتا ہے وہ یہ ہے کہ as a woks dog on the board یہ اس چیز کو manage رکھیں اور خیال رکھیں کہ بورڈ اپنی performance صحیح کر رہا ہے، وہ ان کو وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق advise کرتے رہیں اور بورڈ اس کے مطابق اپنے قبلہ کو درست رکھے۔ اگر Advisory Council کا Head بھی چیئرمین بورڈ ہی ہوگا تو پھر اس کو بنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر ہم نے جج بھی وہی، مدعی بھی وہی اور پولیس بھی وہی رکھنی ہے تو پھر انصاف کیا ملنا ہے؟ اسی طرح اگر Advisory Council کا Head اور چیئرمین بورڈ ایک ہی ہوگا تو پھر اس Advisory Council نے کیا advise دینی ہے؟ میرے خیال میں ان کو یہ چاہئے کہ Advisory Council کو جو بھی چیئرپرسن ہوگا وہ اسی میں سے منتخب کیا جائے اور الیکشن کرائیں اور فیصلہ کریں کہ this is the best person to lead them اس کے علاوہ اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے وہی چیئرپرسن رکھنا ہے تو پھر میرے خیال میں ان کو Advisory Council dissolve کر دینی چاہئے کیونکہ اس کی پھر کوئی ضرورت نہیں۔ ہمیں بلاوجہ کسی کو ٹی اے/ڈی اے دے کر یا تماشا کرنے کے لئے یہ نہیں کرنا کہ وہ دیکھیں کہ بورڈ صحیح کام کر رہا ہے۔ اس میں پہلے ہی curriculum کے حوالے سے کرپشن کی بہت شکایات اور تحفظات ہیں۔ میرے خیال میں اس پورے ملک اور صوبہ کا اس پر بہت زیادہ emphasis ہونا چاہئے کیونکہ ہمارا مستقبل اس نے define کرنا ہے۔ ہماری آنے والی نسلیں اس نے آگے لے کر جانی ہیں اس لئے اس Advisory Committee کا بہت اہم کردار ہے۔ اگر ہم نے اس کردار کو نام نہاد اور دکھانے کے لئے رکھنا ہے تو پھر میرے خیال میں اس کو ختم کر دیا جائے۔ میری یہ درخواست ہے کہ منسٹر صاحب اسے personal نہ لیں۔ میں خود student رہا ہوں میرے بھائی بھی اِدھر پڑھ لکھ کر آئے ہیں اور ہماری majority کے بچے ابھی پڑھ

رہے ہیں۔ ان سب کو اس چیز کا احساس ہو گا کہ یہ کتنا ضروری ہے۔ میں منسٹر صاحب اور تمام حکومتی ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ ہم جو step لینے جا رہے ہیں جو ہمارے مستقبل کو define کرے گا اس میں kindly ہم لوگ اپوزیشن اور حکومتی ممبران کا difference چھوڑ کر صرف اس چیز کو مدنظر رکھیں کہ ہم نے اپنے مستقبل کو بہتر کرنا ہے۔ اس چیز کو بھی دیکھا جائے کہ ایک بندہ جو دو جگہ Head لگ جائے گا، اگر آپ مجھے ہی چیئرمین بورڈ اور چیئرمین Advisory Council بنا دیتے ہیں تو پھر میری ہی مرضی چلے گی۔ اس کے علاوہ جو شخص وزیراعلیٰ کی مرضی سے آیا ہو گا تو اس کے آگے پھر کس نے Advisory Council میں بولنا ہے۔ ہم سب یہ جانتے ہیں اور میں بطور سیاستدان اور کسی پارٹی کی جانب سے بات نہیں کر رہا بلکہ میں ایک بطور پاکستانی آپ سے بات کر رہا ہوں۔ یہ ہمارا مستقبل ہے ہم نے اپنے مستقبل کو سیاست سے باہر آ کر محفوظ کرنا ہے۔ آپ kindly اس چیز کو ensure کریں۔ You are the Head of the House کہ ہم لوگ اس ملک کو صحیح سمت لے کر چل رہے ہوں۔ میری request ہے کہ اس چیز کا دھیان رکھا جائے کہ ہمارے اوپر وہ same بندہ مسلط نہ ہو اور ہم لوگ Advisory Council سے وہ کام لے سکیں جس کے لئے وہ بنائی گئی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس وقت یہ ایوان جو پنجاب اسمبلی کا بیٹھا ہے یہ منتخب ہو کر آیا ہے۔ عوامی نمائندہ جب منتخب ہو کر ایوان میں آتا ہے تو اس کے بات کرنے اور سوچنے کا انداز بالکل independent ہوتا ہے۔ ہم لوگ اپنے حلقہ کے مسائل کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں اور وزراء اپنے اپنے محکموں میں exercise بھی کرتے ہیں اسی لئے ہمارا یہ نظام پارلیمانی جمہوریت ہے۔ اس وقت دنیا میں یہی نظام چل رہا ہے اور الیکشن کے ذریعے سے حکومت بنتی ہے جو نظام کو چلاتی ہے۔ آپ جب جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو اس کو بتدریج نیچے محکموں کے اندر بھی لانے کی کوشش کریں۔ اس سے performance بہتر ہوتی ہے۔ آپ نے ایک body بنا دی ہے، اسمبلی پاس کر دے گی اور یہ یہ لوگ اس کے ممبر ہوں گے۔ اب اگر اس کو اتنا اختیار دے دیں کہ وہ body اپنا چیئرپرسن خود منتخب کر لے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہتر طریقے سے perform کرے گا اور اسے اعتماد ہو گا کہ ایوان نے اسے منتخب کیا ہے۔ میں نے اس کو اچھے طریقے سے چلانا ہے۔ میں نے ان کی رائے کا بھی احترام کرنا ہے اور خود بھی وہ بات کرنی ہے جو sensible and responsible ہو۔ اس کے علاوہ میں نے اوپر سے کوئی direction نہیں لینی۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے ہاں جب آمریت ہوتی ہے یا جمہوری آمریت ہوتی ہے

تو کس طرح لوگ کمشنر، DCO's، DPO's اور RPO's کے ذریعے سے آرڈرز چلاتے ہیں اور وہ govern کرتے ہیں۔ اس کے بعد ایک سلسلہ اس حوالے سے شروع ہو جاتا ہے مثلاً ابھی دہشتگردی کے حوالے سے جو آرڈیننس آ گیا اور لاؤڈ سپیکر پر پابندی کے حوالے سے آ گیا ہے۔ اس میں اتنا ruthlessly implement ہوتا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ میں کل ہی سارا دن سفر کر کے آیا ہوں تو پرسوں رات بہاولپور کی پینٹرز ایسوسی ایشن نے ایک میٹنگ کی ہوئی تھی مجھے بلایا کہ ہمیں سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ آپ نے کوئی چیز لکھ کر نہیں لگانی۔ اب ناموس رسالت کے حوالے سے کسی نے بینر لگانا ہے، کوئی اچھی شخصیت آ رہی ہے، کوئی عالم دین آ رہے ہیں، کوئی منسٹر صاحب تشریف لا رہے ہیں تو ان کو خوش آمدید کہنا ہے یا کوئی نیا سکول یا ادارہ بنا رہا ہے تو اس کے لئے اس نے کوئی بینر لکھ کر لگانا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس سے روک دیا گیا ہے۔ اب ہم بے روزگار ہو رہے ہیں۔ میں نے ابھی منسٹر صاحب سے بات کی ہے کہ بھئی وہاں یہ کچھ ہو رہا ہے تو منسٹر صاحب بڑے حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ کیسے ممکن ہے ہم نے تو اس پر پابندی نہیں لگائی۔ میں نے کہا کہ آپ جو sense دیتے ہیں تو یہ ایسے ہی ہے "جیسے شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار" وہ اس طرح implementation کرتے ہیں کہ اس کے نتیجے میں لوگوں کا ردعمل سامنے آتا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے ابھی صبح فون آیا ہے کہ ایک نابینا شخص جو کہ ان پڑھ ہے اور لاؤڈ سپیکر پر چندہ مانگ رہا تھا اس کی آپ نے اس طرح سے تشہیر کی ہے کہ اب اس کو پولیس پکڑ کر لے گئی ہے۔ ڈی ایس پی صاحب بھی بڑے پریشان ہوئے ہیں اور کہہ رہے تھے کہ ڈاکٹر صاحب میں دیکھتا ہوں کہ اگر وہ کسی ایجنسی کے نیٹ ورک میں نہ آ گیا ہوا تو میں کوئی راستہ نکالنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جمہوریت میں اگر کوئی بندہ اس ایوان سے منتخب ہو کر ایڈوائزری کونسل میں لگے گا تو وہ اپنے independent mind کے ساتھ کام کرے گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا ٹائم آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جمعہ کا ٹائم بھی بتا دیں، آج ہم جمعہ بھی یہاں پڑھ لیں گے۔ اس طرح زیادہ بہتر طریقے سے performance ہوتی ہے۔ اب یہ بھی کتنی بے ضرر سی بات ہم نے پیش کی ہے اس میں وہ جو لگ جائے گا اس میں ہمارا کوئی فائدہ نہیں ہے اگر یہ اس کو منتخب کر کے بٹھا دیں گے تو اس میں اپوزیشن کا کیا فائدہ ہے؟ اس میں فائدہ یہ ہو گا کہ وہ independently چیزوں کو بہتر طریقے سے steer کر سکے گا۔ میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے جیب میں ٹیپ ڈالی

ہوئی ہے جس کا بٹن دب جاتا ہے اور یہ stereo type بات کر دیتے ہیں۔ وہ مہربانی کریں خواہ مخواہ بار بار کھڑے ہوتے ہیں بس وہ ایک کتبہ لے آئیں جس پر لکھا ہو "no" وہ دکھا دیا تو بات ختم ہو گئی اور آپ بھی خواہ مخواہ ووٹنگ کروانے لگ جاتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ اس کا حشر کیا ہونا ہے؟ آپ کہہ دیں اور آئندہ سے میں ساری اپوزیشن سے درخواست کروں گا کہ بھائی اس پر کوئی ہوم ورک کرنے اور نہ ہی محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ جو کچھ یہ پاس کر رہے ہیں آپ بس خاموشی سے یہاں بیٹھ جایا کریں اور ان کو پاس کرنے دیا کریں۔ ہم یہ discussion یہاں پر کیوں رکھتے ہیں اگر کوئی valid چیز آ رہی ہے تو ہم کیوں اس کو take up نہیں کرتے اور کیوں ہم نے یہ سارا سسٹم رکھا ہوا ہے، جب اس کے اندر کوئی تبدیلی ہی نہیں ہونی، کوئی الف، ب، ج، د، بریکٹ اور کومہ تبدیل نہیں ہونا تو یہ ساری بحث کیوں کی جا رہی ہے اور کیوں قوم کا لاکھوں روپے کا خرچہ ہو رہا ہے؟ اس لئے میں کہوں گا کہ اس ایوان کی کوئی face saving کر لو اور کوئی تو دو چار باتیں اس میں شامل کر دیا کرو تاکہ میڈیا بھی لکھ سکے کہ یہ independent House ہے لہذا "ایہہ کچھ کر سکدا اے" اور اب کیا میں کہوں، کیوں ہم سب کہہ کہہ کر تھک گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وٹو صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: شکریہ۔ جناب سپیکر! یقیناً گورنمنٹ کی طرف سے یہ بڑا important Bill ہے جو متعارف کروایا گیا ہے اور اس حوالے سے اپوزیشن کی ترامیم بھی آئی ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک احسن اقدام ہے کہ گورنمنٹ ایجوکیشن کے معاملے میں ٹیکسٹ بک اور اس کے curriculum کے حوالے سے پیشرفت کرنا چاہتی ہے۔ اب ایک اچھا اقدام اگر وہ کرنا چاہتے ہیں۔

So that is a good step from the Government.

جناب سپیکر! ایجوکیشن جو اس وقت پنجاب اور پورے پاکستان کا مسئلہ ہے لہذا آپ literacy rate کو دیکھ لیں، سٹوڈنٹس کی enrollment کو دیکھ لیں اور ایجوکیشن کے باقی تمام مسائل کو دیکھ لیں تو it has been like sixty years لیکن سب سے اہم مسئلہ اس وقت آپ کی دہشتگردی ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی situation ہے۔ ہمارا ہر معاملہ ایجوکیشن کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور بطور قوم ہم باقی ممالک سے پیچھے ہیں۔ ہمارا آپ GDP دیکھ لیں تو per capita income آج سے دس سال پہلے

ہم 1900 ڈالر پر کھڑے ہیں، ہماری population growth rate اس وقت 2.9 فیصد ہے اور ہم speed کے ساتھ جا رہے ہیں۔یہاں بہت سارے important issue ہیں جن پر ہم نے بطور قوم آنکھیں بند کی ہوئی ہیں جبکہ non issues میں ہم پھنسے ہوئے ہیں۔اس کی بنیادی وجہ کیا ہے کہ ہماری قوم پڑھی لکھی قوم نہیں ہے۔ ہم نے ایجوکیشن پر اس طریقے سے توجہ نہیں دی جس طریقے سے ہمیں دینی چاہئے تھی۔ میں point scoring میں نہیں جاؤں گا، کسی ایک حکومت کا ذکر نہیں کروں گا بلکہ میں تمام حکومتوں کا ذکر کروں گا، تمام politicians کا ذکر کروں گا اور ان تمام dictators کا ذکر کروں گا جن کا اس ملک کی تباہی میں پورا پورا ہاتھ ہے۔ کیا ہم سابقہ دور اور سابقہ ادوار کا رونا روتے رہیں گے، نہیں بلکہ آج یہ ذمہ داری بطور Custodian of this House آپ پر ہے، آج یہ ذمہ داری بطور اپوزیشن ہم پر ہے، آج یہ ذمہ داری بطور حکومت آپ پر عائد ہوتی ہے اور دو تہائی سے زیادہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اکثریت دی ہے۔ آج یہ ذمہ داری آپ کے ایک ایک ممبر پر ہے کہ کیا آج ہم کوئی ایسا قانون پاس کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کیجئے۔ ہمیں اس سے اختلاف نہیں ہے لیکن ہماری گزارش یہ ہے کہ کیا ہی بہتر ہو، کیا یہ curriculum کا مسئلہ صرف ایک حکومتی ممبر کا ہے یا یہ ہمارے کسی ایک اپوزیشن کے ممبر کا ہے، نہیں۔ یہ پوری قوم اور پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلے پر ہمیں جو بھی کام کرنا ہے خدا کے واسطے کوئی کام تو ہم بطور قوم مل کے کر لیں۔ جس طرح ہم دہشت گردی اور نیشنل ایکشن پلان پر اکٹھے ہوئے ہیں اسی طرح ہم بچوں کے تعلیمی نصاب پر اکٹھے ہو جائیں۔ اس پر تو ہم سیاست نہ کریں اور اس پر تو ہم کارروائی کو bulldoze نہ کریں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ جو بھی ہم نے اس پر کام کرنا ہے خدا کے واسطے آپ سے بھی ہماری humble request ہے، آپ ہمیشہ مہربانی فرماتے ہیں اور اپوزیشن کو بات کرنے کا موقع دیتے ہیں لہذا میری آپ کے توسط سے معزز حکومتی ممبران، وزراء اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے بھی گزارش ہے کہ اس حوالے سے جو بھی آپ کمیٹی بنانا چاہتے ہیں یا جو بھی آگے اقدام کرنا چاہتے ہیں اس پر پوری قوم اور پنجاب کے elected representatives جن کو لوگوں نے اختیار دے کر اس ایوان میں بھیجا ہے وہ سب مل جل کر کریں۔ آج کل سینیٹ کی بڑی بول چال ہو رہی ہے۔ ہمارا ممبر ندیم افضل چن اور باقی ہماری خواتین نے nominations دیئے ہیں تو اس وجہ سے مجھے پتا لگا ہے اور شکر ہے خدا خدا کر کے کفر ٹوٹا کہ چلیں ہماری وجہ سے ہی آپ کو دو، دو کروڑ روپے اور چالیس، چالیس نوکریاں مل رہی ہیں وہ ہمیں نہ دیں ہم compromise کر جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وٹو صاحب! اسی بحث پر آ جائیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں اس کی بات نہیں کرتا۔ آپ ہمیں بھلے مت دیں۔ ہم آپ سے فنڈز نہیں مانگتے۔ ہم آپ سے صرف اور صرف اپنے بچوں کی تعلیم مانگتے ہیں کہ اس معاملے پر خدا کے واسطے ہم اکٹھے ہو جائیں اور اس پر آپ اپوزیشن کو ignore نہ کریں بلکہ اس پر ہم سب مل کر چلیں۔ بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: وٹو صاحب! بہت شکریہ۔ جی، کسی اور نے بات کرنی ہے؟

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! یہ check کر لیں ویسے میرا خیال ہے کہ اتنی اہم کارروائی ہو رہی ہے اور یہاں پر ممبران پورے نہیں ہیں۔ آپ کورم دیکھ لیں اگر پورا ہے تو ٹھیک ہے۔

کورم کی نشاندہی

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورام پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 23۔فروری 2015 سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔